رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اُس مُنہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر
پبلشر
قاری عبدالرحمٰن

فاروق

بعہد خلافت ثانیہ سلسلہ احمدیہ کا

نمبر ۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱ | مورخہ ۲-۹-۱۶ - مارچ سنہ ۱۹۱۶ء مطابق ۲۶ - ربیع الثانی و ۱۱ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۴ھ از قادیان دارالامان | نمبر ۲۰ صفحہ ۲

میری معذرت کو ضرور پڑھ لو

۲۴- فروری سنہ ۱۹۱۶ء کو فاروق کا نمبر ۲۰ شائع ہو چکا ہے اُس سے بعد اسوقت تک کوئی پرچہ فاروق کا نہیں نکلا۔ جسکی وجہ نہ تو میری غفلت یا تساہل و بے پروائی ہے نہ کوئی دیگر نامعقول امر۔ بلکہ یہ توقف ایک اہم دینی خدمت کی وجہ سے ہوا کہ اب تک فاروق شائع نہ ہو سکا۔ اور وہ وجہ یہ ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مجھے اور اخویم شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم کو ۲۳- فروری کو حکم دیا کہ کل ۲۴- فروری کو دہلی برائے انتظام جلسہ احمدیہ چلے جائیں اور وہاں بڑے اعلیٰ پیمانہ پر تبلیغی جلسے ہوں۔ میں ۲۴- فروری کا پرچہ فاروق نکالکر دہلی کو روانہ ہوگیا۔ اس پرچہ نمبر ۲۰ میں میری طرف سے یہ لکھا گیا تھا کہ میں باجازت حضرت خلیفہ ثانی گوجرانوالہ جاتا ہوں اور وہاں سے واپس آکر پرچہ شائع کروں گا۔ گوجرانوالہ کا جانا دہلی کے جلسہ کی وجہ سے حکماً منسوخ ہوگیا لیکن وہ کاپی پتھر پر چھپ چکی تھی اسواسطے اسمیں کوئی مزید اطلاع نہ دے سکا صرف اتنا پتھر پر لکھوا دیا کہ اخبار فاروق دو ہفتہ تک شائع نہ ہوگا۔ اور یہ اس خیال سے لکھا کہ ۲۴ کو روانہ دہلی ہونا تھا جہاں ۳- مارچ سے لیکر ۶- مارچ تک جلسہ کی تاریخیں حضرت صاحب نے مقرر فرمائی تھیں گویا ۲۴- فروری سے ۲- مارچ تک تو صرف انتظام جلسہ میں رہنا تھا اور ۲- مارچ سے ۶- تک لیکچروں کا سلسلہ شروع کرنا تھا سو یہ قریباً دو ہفتہ کا کام تھا اسلیئے میں نے دو ہفتہ تک اخبار شائع نہ کرنیکا اعلان کیا۔ دہلی پہنچکر ایک ہفتہ انتظام جلسہ میں اور دوسرا اہتمام لیکچروں میں صرف ہوا بعد اختتام جلسہ ۷- مارچ کو آریہ سماج دہلی کی طرف سے اور بعض غیر احمدی علماء کی طرف سے زبانی و تحریری مباحثہ و مناظرہ کے چیلنج آئے تھے جنکی بابت بارگاہ خلافت سے منظوری ہو کر حکم صادر ہوا کہ جو چیلنج مناظرہ غیر احمدیوں یا آریوں یا عیسائیوں یا کسی اور کی طرف سے آئے وہ منظور کر کے بعد تصفیہ شرائط مباحثات و مناظرات کیئے جائیں اور تا فیصلہ مباحثات دہلی کو نہ چھوڑیں۔ اب میرے لیئے ضروری تھا کہ میں حکم خلیفہ کے ماتحت دہلی میں رہوں۔ اور خدا کے فضل سے یہ خدمت دین جسقدر میرے حصہ میں آئی بخوبی انجام دی۔ اخبار کے ذریعہ بھی میں خدمت سلسلہ کرتا تھا اور دہلی میں بھی اُسی خدمت کیلئے مامور ہوا تھا۔ جسپر ۲۴- فروری سے لیکر ۳- اپریل سنہ ۱۹۱۶ء تک قریب سوا ماہ کے زیر حکم حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ مجھے دہلی میں رہنا پڑا۔ اس عرصہ میں بجز اسکے کہ دہلی والوں سے نبٹتا رہوں میں کسی تعلق کو شائع کرنیکے قابل نہ ہوا۔

فاروق کے صرف ۲۰ نمبر یوم اجراء سے نکلتے ہو خدا کے فضل سے ۳۰۰ تک فی وقت پر شائع ہوتے ہے۔ لیکن بوجہ ابتدائی حالت ہونیکو فاروق کی خریداری بھی چند سو تک پہنچی تھی۔ اور یہ اسقدر نہ تھی کہ جسپر میں کوئی اسسٹنٹ ایڈیٹر رکھکر اپنی عدم موجودگی میں بھی اخبار کی ایسی زمانہ میں وقتی اشاعت کا انتظام کر سکتا جس زمانہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔ کیونکہ قانون ضمانت ہر وقت سر پر موجود ہے۔ اگر اخبار کے ایک ہزار خریدار ہو جاتے یا قدر کم زیادہ ہو جائیں تو پھر اخبار اپنی حالت پر قائم رہکر میری غیر حاضری میں بھی نکل سکتا ہے جسکو میں اسسٹنٹ ایڈیٹر کے سپرد کر کے کسی بیرونی خدمت دینی پر جانیکا ثواب بھی حاصل کر سکتا ہوں۔

ان ایام میں جبکہ میں دہلی میں تھا بعض احباب کے سخت سے سخت شکایتی خطوط متعلق عدم اشاعت فاروق پہنچے جو دہلی سے واپس آکر میں نے پڑھے۔ اور ان خطوط میں بعض دوستوں نے حد سے متجاوز ہو کر بدگمانیاں بھی کیں۔ تیز تیز الفاظ بھی لکھے۔ جنکا مجھے افسوس ہے۔ اللہ رحم کرے۔ مگر مجھے قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے پیدا کیا اور اپنے فضل سے رہائش دارالامان اور خدمت دین کی توفیق بخشی میں نے دانستہ اور طاقت رکھتے ہوئے فاروق کو وقت پر شائع نہ کرنیکی کبھی خواہش یا تمنا نہیں کی۔ اور نہ آیندہ انشاء اللہ ایسا کرنیکا ارادہ ہے مگر میں اپنے مخلص احباب سے دست بستہ التماس کرتا ہوں کہ وہ بظنی کو کبھی راہ نہ دیں دارالامان سے کوئی خادم دین بغیر امر حضرت سیدنا خلیفہ ثانی ایکدن کیلئے باہر جانا نہیں چاہتا اور نہ جا سکتا ہے ہمارا خلیفہ وہ اولوالعزم انسان ہے جسکی نظیر روئے زمین پر نہیں۔ وہ دن رات خدمت دین و اشاعت سلسلہ میں لگا ہوا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے خدام کو بھی اشاعت سلسلہ کے ثواب میں شریک کرنیکا

۲۰- اپریل سنہ ۱۹۱۶ء کو یہ پرچہ چھپوا کر شائع کیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ دہلی کے مختلف حالات

طبع اشتہارات: ۔ کے متعلق خدا کے فضل سے اسقدر آسانی رہی۔ کہ جسکا شکریہ ادا کرنا ہم سے ناممکن ہے۔ ایک زمانہ ۱۸۹۱ء کا تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اشتہار چھاپنے کے لئے کوئی اہل مطبع دہلی میں اقرار نہ کرتا تھا سب کو دابۃ الارض نے منع کر دیا تھا۔ اب پچیس سال بعد اسی دہلی میں ہر ایک پریس ہمارے اشتہار طبع کرنے کے لئے تیار رہتا۔ انگریزی اشتہاروں کے لئے انگریزی اور اردو عربی اشتہاروں کے لئے اردو مطبع ہر وقت موجود تھے۔ چنانچہ جس سرعت کے ساتھ ہمارے اشتہار روزانہ عین وقت پر طبع ہوتے رہے ہیں۔ وہ تائید اہل دہلی کو بھی ہمارے مقابلہ میں نصیب نہیں ہوئی۔ اُن کے اشتہار جن پر نہ چست برستی تھی۔ خصوصاً الحدیث کے اشتہار کیا بلحاظ لغویت مضمون اور کیا بلحاظ چھپائی لکھائی وکاغذ اسقدر ذلیل تھے۔ کہ جن کے پڑھنے کو بھی کسی کا دل نہ چاہتا تھا۔ ایک بھی وقت پر شائع نہ کر سکے۔

کتابت اشتہارات: ۔ خدا کے فضل سے احق کاکاتب اور دہلی کے عمدہ خوشنویس منشی محمد الدین صاحب اور منشی زعت اللہ صاحب کاپی نویس سب سے اول اور مقدم ہمارے اشتہارات کی کاپی لکھ کر دیتے رہے۔ اور منشی محمد اسحٰق صاحب تو ہر وقت ہمارے کام کے لئے ہمارے دفتر میں موجود رہتے تھے۔ مخالفین کو تو ایک اشتہار کا لکھوانا بھی اسقدر مشکل تھا۔ کہ چار چار دن تک وہ کاتبوں کے پیچھے پھرتے تھے تب بھی کوئی لکھنے پر تیار نہ ہوتا تھا۔ الا من سفہ نفسہ۔

حکام سے ملاقات: ۔ عالیجناب چیف کمشنر صاحب دہلی نے جو ہمارے سلسلہ سے بخوبی واقف ہیں۔ نہایت عزت کے ساتھ ہم کو ملاقات کا موقعہ دیا۔ اور ہر ایک معروضات کو سنکر نہایت تسلی بخش جواب عطا فرمایا۔ ایسا ہی لفٹنٹ کرنل بیڈن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر دہلی نے ہم سے ملاقات فرمائی۔ اور ان کے جس زبانی ارشاد پر ہم کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے ہم صاحب چیف کمشنر بہادر دہلی سے ملے۔ اور صاحب ممدوح نے بذریعہ اپنی چٹھی کے ہمکو صاحب ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کے متعلق ہماری غلط فہمی کو دور کر کے اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا۔ ایسا ہی ہم سے مسٹر ہیڈ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی نے اپنی ملاقات کی عزت عطا فرما کر ہمیں از حد مشکوری کا موقعہ بخشا۔ اور مسٹر لوزنگ صاحب سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی نے تو اسقدر وسیع الاخلاقی کا نمونہ دکھایا۔ کہ جس کے ہم نہایت ہی شکر گزار ہیں۔ اور یہ سب حضرت فضل عمر کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی تائیدات ہمارے ہر کام اور ہر ضرورت میں ہمارے آگے آگے رہیں۔

جلسہ دہلی کی کامیابی کا نشان

خدا کے فضل سے جلسہ دہلی کے بعد جو کامیابی بطور نشان فتح ہمکو ہوئی۔ وہ بغرض اداء شکریہ اہلی احباب کو بھی سنائی جاتی ہے۔ چاہیئے کہ سب دوست اس کامیابی پر جو حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ خلیفۃ المسیح کی دور خلافت کی برکات میں سے ہے۔ سجدات شکر بجالا کر دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ دہلی میں ایک کثیر التعداد جماعت قائم کر دے جس کی کہ بہت جلد توقع کی جاتی ہے۔ دہلی سے اس وقت تک پنجتن عاقل۔ بالغ۔ لائق۔ سمجھدار سلیم الطبع۔ نوجوان جن کے اسمار گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں داخل سلسلہ احمدیہ ہو کر دار الامان میں تشریف لے آئے ہیں۔ ان میں سے تین نوجوان تو اُس مدرسہ طیبہ سے آئے ہیں۔ جو جناب حاذق الملک حکیم اجمل خانصاحب بالقابہ کی زیر سرپرستی دگرانی دہلی میں قائم ہے۔ اور چند روز تک اور بھی اسی مدرسہ سے آنے والے ہیں۔ انشاء اللہ۔ اور یہ حکیم صاحب موصوف کے لئے جناب اللہ ایک نشان ہے اُس سلوک کا جو آپنے ہمکو تصدیقی چٹھی دینے سے انکار کر کے فرمایا تھا۔ "مجھے تو معاف رکھیں۔ اور بطور خود جلسہ وغیرہ کے لئے مکان کا انتظام کر لیں"۔ مدرسہ طیبہ سے جو نوجوان داخل احمدیت ہوئے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ **مولوی نثار احمد صاحب**۔ جو دہلی میں مذہبی لکچرار بھی تھے۔ اور آریوں سے مباحثات وغیرہ بھی کرتے تھے۔ نہایت ذہین طباع فہیم اور سلیم ذی علم صالح جوان ہیں۔ خدا ان کو استقامت عطا کرے۔ آمین

۲۔ **عبدالرحمن صاحب**۔ نہایت مسکین طبع اور سمجھدار نوجوان ہیں۔ ۳۔ **فیض محمد صاحب**۔ بہت غریب مزاج اور سنجیدہ نوجوان ہیں۔ ۴۔ **مولوی ہارون الرشید صاحب** انٹرنس پاس ہیں۔ مذہباً اہلحدیث تھے۔ ہونہار نوجوان ہیں۔ اور اب مولوی فاضل کے امتحان کی تیاری کر رہے ہیں خدا ان کو کامیاب کرے۔ آمین۔ آپ عربی مدرسہ فتحپوری دہلی و مدرسہ حنیفیہ دہلی میں عربی پڑھتے رہے ہیں۔

۵۔ **جسیم الدین صاحب** موربار خرد دین کے شائق اور صداقت کے پیاسے تھے۔ خدا نے انہیں ہر خوشگوار پر پہنچا کر سیراب کر دیا۔ نہایت مخلص صالح نوجوان ہیں۔ مدرسہ الحدیث صدر بازار دہلی میں تعلیم پاتے ہیں۔

یہ پانچوں اب دار الامان میں بامن وامان پہنچ گئے۔ اور داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔ احباب انکی استقامت کے لئے دعا کریں۔

مناظرے کا چیلنج

۷۔ مارچ کو ہم جلسوں سے فارغ ہوئے تو ہمارے نام آریہ سماج دہلی کی طرف سے تناسخ پر مناظرہ کرنے کے لئے چیلنج آیا۔ جو ہم نے منظور کر لیا۔ اور شرائط وغیرہ کا تصفیہ ہو رہا تھا۔ کہ سماجی دوست پاؤں سے نکل گئے اور راہ گریز تلاش کر رہے ہیں جس کی مفصل کیفیت انشاء اللہ فاروق کے اگلے نمبر میں ہدیہ ناظرین ہوگی۔

دوسرا چیلنج۔ سنجانب مولوی سید عبدالسلام نبیرہ میاں نذیر حسین متوفی دہلوی اہلحدیث ۱۴۔ مارچ کو ہمیں پہنچا جس کو ہم نے خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے بحکم امیر المومنین منظور کر لیا۔ اور شرائط کے متعلق خط وکتابت کی۔ مگر افسوس کہ مولوی صاحب مذکور بھی اپنے دادا متوفی کے نقش قدم پر چلکر چیلنج سے دست بردار ہو کر بھاگنے کے رستے نکال رہے ہیں۔ اس کی مفصل روئداد انشاء اللہ فاروق کے تیسرے نمبر میں جو عنقریب ناظرین کے ملاحظہ سے گذریگی۔

تیسرا چیلنج:۔ اہلحدیث صدر بازار دہلی کے مولوی عبدالوہاب کیلف سے ۱۵۔ مارچ کو پہنچا تھا جس سے وہ خود ہی بلا مزید گفتگو کے بھاگ گئے۔ اس کی کیفیت اسی پرچہ فاروق میں مع اپنے اور ان کے اشتہارات کے شائع کر دی ہے۔ ناظرین جلسہ اہلحدیث صدر بازار دہلی کی حقیقت والا مضمون پڑھ کر تسلی کر لیں۔

چوتھا چیلنج:۔ ایک مردہ چکڑالوی کیطرف سے مطبوعہ پہنچا تھا۔ جو اپنی شہرت کا لاہوری خواہ کیطرح بہت ہی شائق ہے۔ مگر اس کو ناقابل خطاب سمجھ کر ردی کی ٹوکری میں پھینکدیا۔ اور ایک اشتہار اس کے جواب میں شائع کر دیا۔ جو انشاء اللہ فاروق کی کسی اگلی اشاعت میں ناظرین دیکھ لیں گے۔

فاروق کے تین نمبر

فاروق مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۶ء نمبر ۲۰ کے بعد آج تک کوئی پرچہ بوجہ مصروفیت خدمت دینی دہلی نہیں نکل سکا تھا۔ اب اس کے تین نمبر پے در پے نکالنے تجویز کئے ہیں۔ پہلا دہلی نمبر ہی پرچہ ہے جو تین ہفتوں ۲۰-۹-۱۶ مارچ کا ہے۔ اور دوسرا دہلی نمبر آریہ سماج کے مناظرہ کی روئداد پر مشتمل بابت ۲۳-۳۰ مارچ ۱۶ء اس کے بعد عنقریب ناظرین کی خدمت میں ارسال ہوگا۔ اور تیسرا دہلی نمبر مولوی عبدالسلام نبیرہ نذیر حسین متوفی کے چیلنج مناظرہ کی حقیقت کہنے والا اور بدانجام بتلانیوالا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۲-۹-۱۶۔ مارچ ۱۹۱۶ء

جلسہ دہلی کے واقعات

دہلی جسکو آجکل امپریل سیٹی اور دارالسلطنت ہند ہونیکا فخر حاصل ہے) عرصہ سے اپنی شامت اعمالی کے باعث روحانی فیوض سے محروم چلی آتی تھی لیکن ربوبیت الٰہی کا مقتضیٰ تھا کہ جس سرزمین میں ہزارہا صالح اور متقی بزرگ سو رہے ہیں اسکو الٰہی پیغام کامل طور سے پہنچایا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اول مرتبہ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں جب دہلی تشریف لیگئے اور ایک مہینہ کے قریب دہلی میں رہکر دعوت دیتے رہے تو اُسوقت جو [illegible] دہلی کی تاریخ کا ایک بڑا [illegible] ہے جسنے آخر دل تسلوں کیلئے طائف دمکہ کے کفار کو یاد دلاتا رہیگا۔ سنہ ۱۹۱ء سے ۱۴ برس بعد ۱۹۰۵ء میں پھر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دہلی والوں کو جگانا چاہا مگر وہ نہ جاگے۔ ہاں۔ اس مرتبہ دہلی کیحالت میں بہت تغیر آچکا تھا۔ اُن علماء میں سے جنہوں نے ۱۹۱ء میں بصدق عن سبیل اللہ کی ڈیوٹی پوری سعی سے ادا کی تھی ۱۹۰۵ء میں صرف دو چار ہی رہ گئے تھے باقی سب شکار اجل ہو چکے تھے۔ اور جو زندہ تھے اُنمیں نہ تاب مقابلہ رہی تھی نہ قوت فیصلہ۔

اب انکے ہاتھ میں عوام کی باگ نہ تھی بلکہ عوام کے دست نگر اور زیر حکم کام کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ۱۹۱ء کے جرم کی سزا میں ان سب کی حکومت جو خدا کی مخلوق کے دلوں پر وہ کیا کرتے تھے چھین لی تھی۔ اور اب یہ بدنام کنندۂ اسلام دوسروں کے پیچھے چلنے والے تھے نہ متقدار قوم گو اس دفعہ اہل شہر کی طرف سے کوئی بدسلوکی تو نہیں ہوئی مگر پیغام الٰہی کے سُننے میں وہی پہلی سی سرد مہری اور لاپروائی پائی گئی کہ باوجود تیرہ یوم کے قیام کے کسی پبلک جلسہ کا انتظام کرکے انہوں نے خدا کے مرسل کے کلمات طیبات کو سُننے کی کوشش نہ کی بلکہ جس جلسکا بطور خود حضور کے خدام نے اہتمام کرنا چاہا اسکو بھی روکنے میں سب عوام و خواص نے ناخنوں تک زور لگایا اسلیئے حضور علیہ السلام انکو انکے حال پر ہی چھوڑ کر واپس دارالامان کی طرف تشریف لیگئے۔ اس سے بعد حضور کا ہمیشہ یہ ارادہ رہا کہ اہل دہلی کو جس طرح بھی ہو سکے سلسلہ حقہ کی طرف دعوت دیجائے اور بعد اتمام حجت انکو چھوڑ دیا جائے۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ دہلی کو خدا تعالیٰ محروم نہ رکھیگا ایک نہ ایک وقت ضرور یہاں تبلیغ ہوکر بیج بویا جائیگا جو بارآور ہوگا۔

خلافت اولیٰ کا زمانہ

مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوگیا اور حضور کا جانشین حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ ہوا۔ جو حضور کا خلیفہ اول تھا اُسکے زمانہ میں چونکہ تبلیغ کا کام صدر انجمن کے سپرد تھا جسکے اربعہ عناصر خواجہ کمال الدین و شیخ رحمت اللہ و ڈاکٹر محمد حسین شاہ و ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب تھے جنکے نقش قدم پر سکرٹری انجمن مولوی محمد علی صاحب چلتے تھے اسلیئے تبلیغ احمدیت کو یہ حواس خمسہ ہمیشہ سم قاتل ہی سمجھتے رہے اور کوئی انتظام واعظین و مبلغین وغیرہ کا نہ کیا اور اپنی ساری توجہ اور روپیہ و اپنی قوتوں کو مطابق بجٹ انجمن کی تعمیرات پر صرف کرتے رہے۔ چنانچہ خلافت اول کے چھ سال یونہی گذر گئے اور احمدیت کا چرچا کم ہوتے ہوتے اس وجہ تک پہنچ گیا تھا کہ ان پنجتن پاک کی توجہ سے تمام قوم اپنی ہستی کو مٹا کر اغیار سے جا ملے۔ مگر وہ خدا جس کا یہ وعدہ تھا کہ

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون

اپنے لگائے ہوئے باغ اور قائم کیئے ہوئے سلسلہ کو دوست نما دشمنوں کے ہاتھوں کب برباد ہونے دیتا تھا اور متوجہ ہوا اور فضل کے ہاتھوں اس باغ کی آبیاری کرنے لگا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کا دن اس باران رحمت اور نزول برکات کے لیئے مقدر تھا کہ یہ دن آیا اور فضل عمرؓ تخت خلافت پر جلوہ آرا ہوا۔ جس سے سب کلفتیں دور اور دوست نما دشمن مرعوب و چکنا چور ہو کر ایکدم مفرور ہوگئے اور یہ سب الٰہی تصرف ہوا جو انسانی طاقت سے بالاتر تھا۔

خلافت ثانیہ

حضرت فضل عمرؓ خلیفہ ثانی نے زمام خلافت ہاتھ میں لیتے ہی اُس وعدہ کے ایفاء کا تہیہ کر لیا جو اس نے اپنے پیارے باپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اُنکے وصال پر مخاطب ہو کر کیا تھا کہ "میں خدا تعالیٰ سے توفیق پاکر اسکے فضل و رحم سے تیرا نام دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچاؤنگا اور اپنی زندگی تبلیغ سلسلہ میں صرف کرونگا" اس ارادہ کی تکمیل کے لیئے وہ رات دن تدابیر سوچتا اور خدا سے رو رو کر دعائیں مانگتا اور نصرت طلب کرتا رہا آخر اُسکی دعائیں قبول ہوئیں اور نصرت الٰہی نے اسکے شامل ہو کر ایک طرف اصحاب الفیل کے فتنہ کو دور کرکے جماعت کی شیرازہ بندی کی اور دوسری طرف ایک جدید انجمن ترقی اسلام قائم کرکے تبلیغی کام شروع کر دیا واعظ۔ مبلغین کا کالج کھولا۔ مبلغ تیار ہونے لگے واعظ بیرونجات میں تبلیغ کے لیئے جانے شروع ہوگئے۔ ہندوستان سے باہر لندن۔ ماریشس وغیرہ میں مبلغ روانہ کر دیئے۔ ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو کے پارے اعلیٰ پیمانہ پر چھپوا شائع کر دیئے۔ جماعت کیلئے عمدہ سے عمدہ تجاویز سوچکر انکو ایک شاہراہ پر لا کھڑا کیا۔ دوبارہ احمدیت کا سکہ دلوں پر بٹھایا۔ بہت سے غلطی خوردہ احمدیوں کو پارٹی بتا کر مسلمانوں را مسلماں باز کردند کا جلوہ دکھایا۔ اصحاب الفیل کے کفر کو توڑا۔ ٹوٹی ہوئی سعید روحوں کا دوبارہ احمدیت سے رشتہ جوڑا۔ باغیان خلافت نے جسقدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدرسے اور مراتب عالیہ کو گھٹانے میں سر توڑ کوشش کرکے احمدیوں اور غیر احمدیوں کو دھوکا دیا تھا اُسے دور کرکے اصلی چہرہ خدا کے برگزیدہ مرسل نبی اللہ کا دوست دشمن کو دکھا دیا۔ فللہ الحمد۔

دو سالہ ترقی

خلافت ثانیہ کے دو سالہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جسقدر علمی عملی مالی جانی۔ روحانی۔ دینی۔ دنیاوی ترقی کی ہے اُسکا وقتاً فوقتاً تذکرہ اخبارات و رسالہ جات سلسلہ کے ذریعہ یار و اغیار تک پہنچتا رہا ہے۔ اس دو سال کے اندر کثیر حصہ غیر مبایعین کا داخل بیعت ہوا۔ دو ہزار سے زائد نئے احمدی ہوئے۔ کئی ابتدائی سکول قائم ہوگئے۔ چودہ پندرہ مبلغ انجمن ترقی اسلام میں باقاعدہ تبلیغ کا کام کرنے لگے۔ شیاطین احمدیوں سے مایوس ہوگئے۔ احمدی خلافت سے مانوس ہوگئے۔ غرض خدا کے فضل سے دن دگنی رات چوگنی ترقی ہونے لگی۔ مصلح موعود والی پیشگوئی بدلائل قاطعہ وعدہ کے مطابق پوری ہوئی پھر ۲۵۔ دسمبر ۱۹۱۵ء کو لاہور پہنچکر احمدیہ بلڈنگس کے گڑھے میں جبکہ تمام دشمن جمع ہوکر مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی مخالفت و خلافت ثانیہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عداوت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی حالت زار پر ماتم کر رہے تھے! ہماری آنکھوں نے مندرجہ ذیل پیشگوئی کا عجیب نظارہ دیکھا کہ ایک طرف منارۃ المسیح کی بلندی اور ادنچائی اور دوسری طرف احمدیہ بلڈنگس کا گڈھا بزبان حال کہہ رہا تھا۔

گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے ؛ ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے ؛ کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پڑ پڑے انکے شرارے ؛ نہ انسے کچ سکی مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی ؛ فسبحان الذی اخزی الاعادی

مبشرات اللہ اللہ! حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر مبارکہ کی آمین" میں جو فرمایا تھا وہ حرف بحرف پورا ہوا۔ جس سے ہماری روحیں آستانہ الٰہی پر سجدہ کرتی ہوئی جھکتی ہیں کہ نبی آخر زمان کی صداقت کے نشان پیوں بیگانوں ہر دو کے وجود میں موجود ہیں۔ باغیان خلافت کا فتنہ اور اصحاب الفیل کا حملہ احمدیوں کے لیئے اس زلزلہ سے کم نہ تھا جس سے قوم تباہ ہو جائے۔ مگر خدا کے منہ کی باتیں جو خدا کے صور سے نکلی تھیں وہ پوری ہو کر رہیں اور دشمن اپنے حملہ میں ایسا ناکام و نامراد ہوا کہ بس کا احساس اسکو حیات رہیگا۔ اور اس فتنہ نے احمدیت کے باغ میں [illegible] اور نفاق کی پردہ دری کرکے رسل نرم کو ایسے وجودوں سے پاک کر دیا۔ ذیل کی پیشگوئی میں جو مبارکہ کی آمین میں ہے ایک خدا ترس دل کیلئے جہاں صداقت مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل ہے ساتھ ہی وہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ خلیفہ ثانی کی سچائی پر فخر نبوت ہے۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ؛ جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کرونگا دور اس سے اندھیرا ؛ دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا

دیکھو اس میں ایک بیٹے کا ان اشعار کے لکھتے وقت موجود ہونا بالصراحت لکھا ہے۔ پھر اس بیٹے کا محبوب خدا ہونا فرمایا ہے۔ پھر اس محبوب کے اوپر سے ہر ایک اندھیرے کا دور کرنا بتایا ہے۔ پھر اسکے ذریعہ ایک عالم کے راہ راست پر پھیرلانیکا اظہار کیا ہے۔

اب تم سوچو اور خوب سوچو کہ کیا اس پیشگوئی نے تمام ان تاریکیوں کے دور کرنیکی بشارت نہیں دی جو معاندین فضل عمر کی طرف سے اس چاند کے نور کو چھپانیکے لیئے ڈالی جائینگی اور غلطی خوردہ بھائیوں کو اصلی مرکز پر پھیرانیکی خوشخبری صاف نہیں دی؟ اس سے علاوہ باغیان خلافت کا نقشہ براہین حصہ پنجم میں یوں کھینچا گیا ہے ؎

قدرت حق ہے کہ تم بھی میرے دشمن ہو گئے ؛ یا محبت کے وہ دن تھے یا ہوا ایسا نفاق
دھو دئے دل کے وہ سارے محبت دیرینہ کے رنگ ؛ پھول بنکر ایک ساعت تک ہوئے آخر کو خار
جسقدر نقد تعارف تھا وہ کھویا تم نے آہ ؛ کیا یہ لیس گندا ہوں میں اس سے ننگ
آسماں پر شور ہے پر کچھ نہیں تم کو خبر ؛ دن تو روشن تھا مگر ہے بڑھ گئی گرد و غبار

پنجتن پاک خدا نے مسیح موعود کی ان تمام دعاؤں کو جو اولاد کے حق میں آپنے فرمائی تھیں قبول کرکے بشارت دیدی تھی کہ سیدہ کے بطن سے جو اولاد حسب پیشگوئی مخبر صادق تیرزوج دیولد پیدا ہوگی وہ متقی صالح نیک اقبال ہوگی جیسا کہ حضرت نے فرمایا:-

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد ؛ بشارت تو نے دی اور پھر اولاد
کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد ؛ بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھکو یہ تو نے بارہا دی ؛ فسبحان الذی اخزی الاعادی
مری اولاد سب تیری عطا ہے ؛ ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے ؛ یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے
یہ تیرا افضل ہے میرے ہادی ؛ فسبحان الذی اخزی الاعادی

الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہو رہے ہیں اور حضرت جری اللہ کی اولاد شمشاد کی طرح بڑھ رہی ہے اور انمیں سے [illegible] اپنے معہودہ وقت پر تخت خلافت پر متمکن ہو کر اصلاح خلق میں مشغول ہو گیا۔ جس نے اپنی ہر قول و فعل سے اولوالعزمی کا ثبوت دیا۔

جلسہ دہلی کی تحریک ۲۳- فروری ۱۹۱۶ء کو ڈاک کے ملاحظہ کے وقت جب حضور کی میز خدام حاضر ہوئے تو حضرت فضل عمرؓ نے فرمایا کہ دہلی میں اسوقت بوجہ روانگی حضور لارڈ ہارڈنگ بالقابہ ڈائسرائے ہند بہت رونق ہوگی تمام انڈیا کے معززین و رؤساء عظام بتقریب رخصت گورنر جنرل کشور ہند آجکل موجود ہونگے ایسے موقع پر اگر ایک اعلیٰ پیمانہ پر تبلیغ سلسلہ احمدیہ کیلئے ایک جلسہ کیا جائے تو بہت سی مخلوق خدا کو پیغام الٰہی پہنچ جائیگا خدام نے عرض کی کہ نہایت مناسب ہے ایسا جلسہ لاریب بابرکت ہوگا۔

اسپر حضورؓ نے فرمایا کہ شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم اور خادم سلسلہ عاجز، قاسم علی ایڈیٹر فاروق فوراً دہلی چلے جائیں اور جلسہ کیلئے مکان وغیرہ کا انتظام کریں تاکہ جمعہ تک جلسہ شروع ہو جائے۔ اس جلسہ میں عربی۔ انگریزی فارسی۔ بنگالی۔ اردو۔ زبانوں میں تبلیغی لیکچر دیئے جائیں مکان کوئی عالیشان تجویز کیا جائے۔ کثرت سے اشتہارات قبل از جلسہ مشتہر کر دیں اور انعقاد جلسہ تک روزانہ منادی بھی کرائی جائے۔ حتیٰ کہ دہلی کے کوچے کوچے بازار بازار محلہ محلہ میں ہر ادنیٰ و اعلیٰ چھوٹے بڑے غریب و امیر کو اچھی طرح جلسہ کی اطلاع ہو جائے تاکہ پھر کوئی یہ افسوس نہ کرے کہ ہمیں ایسے جلسے ہونیکی خبر نہیں ہوئی۔ پھر ظہر کے وقت حضور باوجود علالت مسجد مبارک میں تشریف لائے نماز پڑھائی اور حلقہ خدام میں رونق افروز ہوئے عاجز قاسم کو طلب فرمایا۔ بندہ حاضر ہوا۔ حکم دیا کہ فوراً دہلی جانیکی تیاری کرلو اور کل ۲۴- فروری کو روانہ ہو جاؤ۔ شیخ صاحب تراب کو بھی بلاکر فرمایا کہ آپ بھی تیاری کریں اور دونوں کل ہی روانہ ہو جائیں۔

روانگی دہلی ۲۴ فروری بروز جمعرات فاروق اخبار روانہ کرکے بوقت ظہر برائے روانگی دہلی میں اور شیخ صاحب حضورؓ سے اجازت حاصل کرنیکے لیئے حاضر ہوئے تو حضورؓ نے فرمایا کہ رات ہی دعاؤں کی تحریک شروع ہو گئی ہے امید ہے کہ انشاء اللہ دہلی میں کامیاب جلسہ ہوگا۔ فرمایا کہ جلسے کیلئے اگر راما تھیٹر ملجائے تو بہت اچھا ہو اس سے بہتر موقعہ اور کھلا مکان دہلی میں جلسوں کیلئے کوئی نہیں۔ کوشش کریں کہ وہی تھیٹر ملے [illegible] تمام مقامی حکام اور گورنمنٹ انڈیا کے افیسر وغیرہ کو بذریعہ پلیٹ شمولیت جلسہ کی دعوت دیجائے حضور [illegible] بھی دعوتی چٹھیات بھیجیں۔ دیگر امراء و رؤساء و ممبران کونسل کو بھی دعوت دیں۔ اور دعاؤں پر بہت زور دیں ہمارے کام سب دعاؤں سے ہوتے ہیں۔ اسلیئے دعاؤں سے غافل نہ ہوں ہمیں بھی بہت دعائیں کرونگا۔ خدا تعالیٰ کا کام ہے اسی کے فضل و توفیق سے ہوگا جو کچھ ہوگا۔ ان زبانی ارشادات کے علاوہ کچھ تحریری ہدایات بھی رقم فرما کر دیں جنمیں یہ ہدایت خاص طور پر تھی کہ لیکچروں میں کسی مذہب پر کوئی حملہ اشارۃً یا صراحتہً نہ کیا جائے نہ کسی مذہب کے بزرگان کی کسی قسم کی توہین کیجائے۔ اور یہ امر بذریعہ اشتہارات کھولکر شائع کر دیا جائے کہ ہمارے لیکچروں میں کسی مذہب پر حملہ نہ ہوگا۔ نہ پولیٹیکل تحریکوں سے ہمارے لیکچروں کا کوئی تعلق ہے ہمارے لیکچر خالص مذہبی لیکچر ہونگے۔ یہ سب ہدایات پاکر [illegible] کے بعد ہم ۲ بجے بعد ظہر برادرم عبداللہ صاحب پروفیسر کو روانہ منادی کرنیکے واسطے ساتھ لیکر بحکم و باجازت حضور خلیفہ ثانی بٹالہ کو روانہ ہو گئے جہاں سے چھ بجے شام کی گاڑی سے سوار ہو کر بروز جمعہ ۲۵- دسمبر کو ۳ بجے بعد دوپہر بخیریت تمام دہلی پہنچے۔ اسٹیشن پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عزیزم منشی محمد عمر صاحب و ماسٹر احمد حسین صاحب فریدآبادی ملے انکے ہمراہ ہم اخویم مستری قادر بخش صاحب انجنیر برف خانہ کوڑا پل دہلی کے مکان پر پہنچے اور وہاں ہی تین یوم تک قیام کیا۔

میری حالت

جسوقت سے میں قادیان سے چلا میرے دل میں مایوس کن خیالات کا ہجوم آگر دماغ کو پریشان کرتا کیونکہ میں تیرہ سال تک دہلی میں رہ کر وہاں کے حالات سے بفضل خدا خوب واقف تھا اور اس تیرہ سال میں تین چار مرتبہ احمدی جلسوں کے لیئے مجھے مکان وغیرہ کی ضرورت پڑی ایک بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیئے ۱۹۰۸ء میں دوسری دفعہ خواجہ کمال الدین کے لیئے تیسری اور چوتھی دفعہ حضرت سیدنا فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کے لیئے تو اسقدر دقت اور مشکلات پیش آئیں کہ خدا ہی جانتا ہے۔ ۱۹۱۵ء میں جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بدوران قیام دہلی ایک تبلیغی جلسہ کرنا چاہا تو اسکے لیئے رامانھیٹر ہی موزون سمجھا جاکر مقدور پر کوشش کی کہ وہ مکان ملجائے مگر اہل دہلی نے سخت مخالفت کی اور مقامی حکام سے غلط واقعات کی بناپر رپورٹ کرادی کہ مرزا صاحب کے جلسہ سے دہلی میں سخت شور پڑیگا ہر طبقہ کے مسلمانوں نے کیا امراء کیا علماء کیا صوفیاء اور کیا غربا اظہار ناراضگی کرکے حکام کو مغالطہ دینا چاہا تھا مگر خدا کے فضل [illegible] صاحب حکام نے فیصلہ فرمادیا کہ ہم جلسہ کو روکنے کے کوئی وجوہات نہیں دیکھتے۔ جلسہ کرنیکی اجازت ہے۔ پولیس کو اگر اندیشہ بدامنی ہے تو وہ انتظام کرے۔ اسپر ٹنکر ڈ صاحب سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے فرمایا کہ اگر ایک ہفتہ تک جلسہ کا التواء کردیں تو ہم پولیس سے انتظام کرسکیں گے اسوقت ہمارے پاس جلسہ میں گارد بھیجنے کی گنجائش نہیں۔ یہ تجویز جب حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور پیش کی تو حضور نے فرمایا کہ ہم اتنا عرصہ دہلی میں بیکار نہیں ٹھہر سکتے۔ اگر اسوقت پولیس انتظام نہیں کرسکتی تو ہم دہلی سے روانہ ہوجائینگے۔ لہٰذا حضور نے وہاں سے دارالامان کی طرف دوسرے دن ہی مراجعت فرمائی۔ اسلیئے وہ جلسہ نہ ہوا اور رامانھیٹر کا ملنا ایسی مخالفت میں ناممکن ہوگیا تھا۔ پھر خواجہ شاہی لیکچر کے لیئے مکان کی ضرورت ہوئی تو ایک مکان کسی غریب الوطن رئیس نے کرایہ پر دہلی میں لیا تھا اس سے بمشکل تمام تین گھنٹہ مغرب سے لیکر عشاء تک کیلئے وہ مکان لیا تو خواجہ صاحب کا لیکچر ہوا ورنہ کوئی مکان نہ ملتا تھا۔ پھر حضرت خلیفہ ثانیؓ کے لیکچر کے لیئے ضرورت مکان پڑی تو جس شخص کے مکان میں میں کرایہ پر رہتا تھا اُس کا کمرہ بنگش جو دہلی میں ایک مشہور کمرہ ہے ایک شب کے لیئے جلسے کے واسطے لیا۔ دوبارہ پھر حضرت فضل عمرؓ کا لیکچر کرانا چاہا تو اسوقت میں بندوبست میں ملازم تھا سردار مسّو خاں صاحب نائب تحصیلدار بندوبست متعینہ شہر دہلی کے ذریعہ سنگیم تھیٹر ایک دن کیلئے لیا گیا تو لیکچر ہوا۔ غرضیکہ نہ کرایہ پر نہ دیگر طریق سے اہل دہلی کا مکان ہمارے جلسوں کے لیئے ملنا نہ صرف محال ہی تھا بلکہ قریب ناممکن کے تھا پس ان واقعات گذشتہ کو یاد کرکے میں بہت ہی مایوس تھا کہ رامانھیٹر یا کوئی وسیع جگہ ایسے جلسہ کے لیئے جو کہ اعلیٰ پیمانہ پر کیا جانا ہے کیونکر مل سکے گی۔ جن دنوں دہلی رہتے ہوئے میں کوئی انتظام مکان وغیرہ کا نہ کرسکا تو اب دہلی سے چلے جانے کے بعد جبکہ مسافرانہ حالت میں دہلی جارہا ہوں کیا کرونگا ایسے ایسے خیالات سے دل ڈرتا تھا مگر ڈھارس بندھانے والی بات صرف یہ تھی کہ حضرت خلیفہ ثانی نے ہمیں ایک دینی خدمت کی سرانجام دہی کے لیئے روانہ کیا ہے اور انکے دل میں بھی یہ تحریک یک لخت منجانب اللہ ڈالی گئی ہے اسلیئے خدا خود ہی ساری مشکلات آسان کرکے ہر ایک روک کو دور کردیگا۔ ہمارا کام دعائیں کرنا ہے اور کوشش کرنا ہے۔ کامیابی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بجز اتنے سہارے کے اور کوئی ظاہری اسباب [illegible] نظر نہ آتے تھے۔ سو ہم نے اسی سہارے پر سہارا کیا اور دعاؤں میں لگے رہے۔ جس سے سب کام ایسی آسانی سے ہوگئے جنکا خارق عادت کے سوائیں کوئی نام رکھ ہی نہیں سکتا۔

دہلی پہنچتے ہی ہمارا پہلا کام اور جلسہ کا انتظام

۳ بجے دہلی پہنچکر ہم نے اول نماز ظہر و عصر جمع کی اور پھر سب سے پہلا کام متعلق انتظام مکان و جلسہ قیام جو کرنا تھا اسکے لیئے چلے۔ معلوم ہوا کہ رامانھیٹر کے قریب ہی ایک نیا تھیٹر تعمیر ہوا ہے جو بڑا وسیع ہے اسکو دیکھنے گئے واقعی وہ وسیع تھا مگر اسی دن اسمیں کوئی کمپنی تماشہ کرنے والی آگئی تھی جسنے پچیس روپیہ روزانہ کرایہ پر لے لیا تھا تاہم مالک تھیٹر نے جو ایک ہندو ساہوکار تھے ہمیں مشورہ دیا کہ جس کمپنی نے یہ کرایہ پر لیا ہے وہ ایک مسلمان شخص حبیب نام سیٹھ کی ہے اور ابھی نوچندی میرٹھ وغیرہ میں وہ تکمیل کریگی آجکل بلند شہر میں ہے آپ بلند شہر چلے جائیں تو امید ہے کہ سیٹھ مذکور تین چار یوم کے لیئے جلسہ اسلامیہ کی خاطر آپ کو یہ تھیٹر دیدیگا کیونکہ ابھی اسنے یہاں نہیں آنا کرایہ روزانہ وہ دے رہے ہیں مگر خالی پڑا ہے انکا کچھ خرچ نہیں ہوگا اگر وہ ان ایام میں جنمیں کہ آپنے جلسہ کرنا ہے دہلی نہ آئے تو ضرور دیدینگے ہمارا ارادہ بھی ہوا کہ بلند شہر جائیں اور زبانی فیصلہ کرآئیں چنانچہ مالک تھیٹر نے نہایت اخلاق و مہربانی سے اُس سیٹھ حبیب کمپنی والے کے نام اپنی طرف سے سفارشی خط لکھدیا جسکے ہم بہت ہی شکر گذار ہیں۔ وہ خط لیکر ہم جانے کو تھے کہ میرے دل میں حضرت خلیفہ ثانیؓ کے ارشاد کا خیال آیا جو آپنے رامانھیٹر کو لینے کے واسطے فرمایا تھا۔ اسلیئے یہ مشورہ دیا کہ رامانھیٹر کے متعلق کوشش کرنی چاہیئے اگر یہ نہ ملے تو پھر کسی اور جگہ کی تلاش کریں۔ اسپر شیخ صاحب بھی متفق ہوئے اور ہم پس اخویم مستری قادر بخش صاحب انجنیر رامانھیٹر کے پاس اپنی قیام گاہ پر آئے مستری صاحب اخلاص اور احمدیت میں اپنی آپ نظیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو دارین کی برکات عطا فرمائے آمین۔ چونکہ یہ بزرگ بھائی مالک رامانھیٹر کے برف خانہ میں انجنیر ہیں اس لیئے ہم نے سوچا کہ انکی وساطت سے رامانھیٹر حاصل کرنیکی کوشش کریں۔ برف خانہ میں پہنچکر دیکھا کہ مالک رامانھیٹر کے ایک معتمد ملازم تشریف رکھتے ہیں۔ مستری صاحب سے اس کے متعلق گفتگو کی انہوں نے اُن معتمد صاحب سے مشورہ پوچھا جس کا جواب انہوں نے ایسا دیا جو بالکل مایوس کن اور انسانی تدابیر و تجاویز کے حدود سے باہر تھا اور وہ ایسا مشکل مرحلہ تھا جس کے طے کرنے کے واسطے ہمارے مخلص دوست مستری صاحب بھی ایک منٹ کیلئے تیار نہ ہوئے۔ اور صاف فرمادیا کہ میری طاقت سے رامانھیٹر کا حاصل کرنا باہر ہے۔ باوجود ان مایوس کن خیالات کے سُن لینے کے ہم نے اپنا ارادہ ترک نہیں کیا اور مصمم تہیہ کرلیا کہ جو کچھ بھی ہو ایک بار مالک رامانھیٹر تک پہنچیں۔

تائیدات آسمانی اور نصرت خلیفۂ ثانیؓ

بالآخر بہت قیل و قال کے بعد ہم مستری صاحب کو لیکر مالک رامانھیٹر کے در دولت پر پانچ بجے شام کے جا پہنچے۔ رامانھیٹر کے مالک دہلی کے رئیس اعظم رائے شیو پرشاد صاحب بالقابہ گورنمنٹ کے خطاب یافتہ اور اعلیٰ ہندو خاندان کے ممبر ہیں۔ انکے مکان پر پہنچتے ہی معلوم ہوا کہ وہ انتظام جس کا بیان رائے صاحب کے معتمد نے مستری صاحب سے کیا تھا اور جسکو سنکر قطعی امید نہ رہی تھی کہ رامانھیٹر ہم کو مل سکیگا اور اسی انتظام کے ہوتے ہوئے مستری صاحب نے صاف انکار کردیا تھا کہ میرے بس کی بات نہیں ہے وہ انتظام خدا کے فضل سے بدل گیا ہے اور اب براہ راست رائے صاحب موصوف سے ہی رامانھیٹر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متعلق گفت و شنود ہوتی ہے۔ یہ سُنکر ایک طرف مستری صاحب کو حوصلہ ہوگیا کیونکہ وہ رائے صاحب بہادر کے اعلیٰ ملازم تھے دوسری طرف ہمیں امید بندھ گئی کہ تھیٹر اب لگ جائے گا۔ اور یہ وہ پہلا کام ہے جو نصرت الٰہی کے نزول کا نشان اور حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

ہم تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے کیونکہ رائے صاحب باہر تشریف نہ رکھتے تھے۔ اتنے میں رائے صاحب سیر کے لیئے تیار ہوکر باہر تشریف لائے مستری صاحب نے آگے بڑھکر سلام کیا اور ہم دونوں کو پیش کر کے خاموش ہوگئے۔ رائے صاحب ہم سے مخاطب ہوئے شیخ صاحب نے عرض حال کیا اور چار یوم کے لیئے راما تھیٹر ملنے کی درخواست کی رائے صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کو جانتا نہیں اگر اہل دہلی میں سے کوئی آپ کو جانتا ہو تو اسکی چٹھی میرے نام لے آئیں تو پھر میں کچھ جواب دونگا شیخ صاحب نے فوراً حاذق الملک حکیم اجمل خاں صاحب کا نام لیکر عرض کیا کہ وہ مجھے جانتے ہیں رائے صاحب نے فرمایا کہ اُن کی چٹھی آپ لے آئیں جس میں وہ آپ کے متعلق صرف یہ لکھدیں کہ ہم انکو جانتے ہیں یہ مشتبہ گورنمنٹ نہیں ہیں۔ اور فرمایا کہ آپ بہت ہی جلد حکیم صاحب کے پاس جائیں وہ رات کو رامپور جانے والے ہیں اب شام ہوگئی ہے شائد وہ پھر نہ ملیں اور آپ کو تکلیف ہو۔ اللہ اللہ ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس کام کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

کجا تو ہمیں یہ خیال تھا کہ راما تھیٹر کا ملنا ایسی اجنبیت کی حالت میں اور پھر جلسہ احمدیہ کے لیئے کیونکر ممکن ہے اور اگر کوئی صورت ملنے کی ہو بھی سکتی ہے تو وہ کرایہ ادا کر کے ہوتی ہے۔ اور کرایہ پر دو چار یوم کے لیئے دیتے نہیں جب تک ایک مہینہ کا سالم کرایہ نہ دیا جائے خواہ پھر چار دن استعمال کریں یا مہینہ۔ مگر کرایہ پر بھی تماشہ وغیرہ کے لیئے ملتا ہے نہ کہ ایسے جلسوں اور اسلامیہ لیکچروں احمدیہ تبلیغوں کے واسطے یا کوئی بڑا دنیاوی لحاظ و وجاہت درمیان میں ہو تب ملے۔ مختصر یہ کہ ہمارے لیئے خصوصیت سے یہ ایسی سخت روکیں تھیں کہ جن کا دُور ہونا ہماری طاقتوں سے بالاتر تھا۔ ان حالات کی موجودگی میں۔ رائے صاحب کا وہ اطمینان بخش جواب اور بلا ردّ و انکار صرف تصدیقی چٹھی کے پیش کرنے پر مل جانے کی امید اور رائے صاحب بالقابہ کا یہ فرمانا کہ جلد جا کر حکیم صاحب کی چٹھی لے آؤ ایسا نہ ہو کہ وہ رامپور چلے جائیں اور پھر آپ کو دقت پیش آئے۔ اگر الٰہی نصرت نہیں تو کیا ہے؟ اور حضرت فضل عمرؓ ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں سے نہیں تو کس اثر سے تھا؟ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ راما تھیٹر کا احمدیہ جلسوں کے لیئے ہم احمدیوں قادیانیوں کو کرایہ پر ملنا بھی ممکن نہ تھا چہ جائیکہ بلا کرایہ اور بلا امداد غیرے نہ صرف چار یوم کے لیئے بلکہ چھ یوم کے لیئے مل جائے۔ بے شک یہ تائیدات الٰہی اور خدائی نصرت سے ہوا جو کچھ ہوا۔ جس کا محرک فضل عمرؓ کا وجود اور اُس کی دعائیں تھیں۔ اور ہمارے لیئے ازدیاد ایمان اور صداقت خلافت کا ایک نشان ثابت ہوا۔ سچ فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

بُت شکنی

رائے صاحب کا تصدیقی چٹھی طلب کرنا اور اس پر شیخ صاحب تراب کا بے ساختہ حاذق الملک کا نام پیش کرنا اور رائے صاحب کا اس کو منظور فرمانا ہمارے لیئے نہایت خوشی کا موجب ہوا۔ مگر خدائے تعالیٰ اپنے کاموں میں دوسرے کے دخل کو کب گوارا کرتا ہے اُس کی غیرت اس کی کب مقتضی ہو سکتی تھی کہ اس کے سلسلہ کی اشاعت کے لیئے جو خادم اس کے مقرر کردہ خلیفہ نے بھیجے تھے وہ اس کی مخلوق کے دست نگر اور سائل بنیں اور اس طرح خدائی قدرت نمائی ملتبس کر دیں اور یہ کہنے کا موقع پائیں کہ اگر حاذق الملک نہ تصدیق کرتے تو پھر راما تھیٹر نہ مل سکتا۔ شان ایزدی دیکھئے ہم رائے صاحب سے یہ کہکر کہ حاذق الملک کے پاس جاتے ہیں حاذق الملک کے دولت خانہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حکیم صاحب باہر سیر کو تشریف لے گئے ہیں ۸ بجے شب کے بعد آئیں گے دو گھنٹہ تک اُن کا انتظار ناگوار معلوم ہوا۔ ہم ایک اور رئیس کے پاس چلے گئے مگر اس لیئے نہیں کہ اُن سے تصدیقی چٹھی لائیں محض وقت گذارنے کے لیئے کہ یہ دو گھنٹے گذر جائیں۔ یہ رئیس مولوی حافظ عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی اور آنریری مجسٹریٹ ہیں۔ چھ بجے شام کے ہم اُن کے مکان پر پہنچے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مولویصاحب سو رہے ہیں عنقریب بیدار ہونے والے ہیں ہم تھوڑی دیر بیٹھے رہے اتنے میں مولویصاحب اندر سے باہر تشریف لائے اُن سے ملاقات کی دہلی آنے کا سبب پوچھا ہم نے بتا دیا اور سب حال تذکرۃً سُنا دیا شیخ صاحب کی زبان سے نکل گیا کہ مولوی صاحب آپ ہمیں جانتے ہیں براہ مہربانی ایک تحریر رائے صاحب کی خدمت میں لکھدیں کہ ہم ان لوگوں کو جانتے ہیں گورنمنٹ کے یہ مشتبہ نہیں ہیں۔ مولوی صاحب نے ازراہ مہربانی یہ معمولی اور واجبی درخواست سُنتے ہی فوراً رائے صاحب کے نام اس مضمون کی چٹھی لکھدی کہ ہم ان لوجانے ہیں کو رامپور کے دولت خانہ پر ہم چٹھی لے کر ہم چلدیئے مگر راستہ میں خیال کرتے رہے کہ مولوی صاحب کے پاس نہ تو ہم اس امید پر آئے تھے کہ وہ ہمیں چٹھی دے دیں گے۔ اور نہ ہی حاذق الملک سے بڑھکر ان پر بھروسہ کر سکتے تھے کہ یہ ہمیں چٹھی لکھدیں گے خدا ہی خوب جانتا ہے کہ اُس نے کیوں ہماری زبان سے چٹھی کی درخواست کرائی اور اُنہوں نے فوراً ہی لکھکر ہمارے ہاتھ پکڑائی۔ اور رائے صاحب سے ہم نے حاذق الملک کا ذکر کیا تھا۔ یہ چٹھی بیفائدہ ملی اور اس کو رائے صاحب کے سامنے پیش کرنا خلاف قرارداد ہوگا۔ یہ سوچتے سوچتے دل میں آیا کہ خیر حاذق الملک کے ساتھ ان کی بھی چٹھی ہونے سے اور زیادہ اطمینان رائے صاحب کو ہو جائے گا۔ چلو امام جامع مسجد اور نواب فیض احمد خانصاحب سے بھی ایسی چٹھی لکھوا لائیں وہ ہمارے بہت واقف اور دوست ہیں اس سے تائید ہو جائیگی ابھی حکیم صاحب سیر سے واپس

آنے میں ایک گھنٹہ سے زائد باقی تھا۔ ہم جامع مسجد میں امام صاحب اور نواب صاحب کے پاس پہنچے۔ دونوں صاحب ایک جگہ بیٹھے تھے۔ اُن سے تذکرہ کیا۔ چٹھی مانگی۔ انہوں نے صاف جواب دیدیا۔ اور حاذق الملک کے سپرد اس قصہ کو کیا۔ کہ اُن سے ملکر چٹھی لو۔ اُس سے اعلیٰ اور بہتر کوئی تحریر نہیں۔ غرض مسجد نشین اصحاب سے جواب صاف سنکر ہم اپس حاذق الملک کے مکان کی طرف چلدئے۔ ابھی حکیم صاحب آئے نہ تھے۔ قریب ۲۰ منٹ کے انتظار کیا۔ کہ حکیم صاحب سیر سے واپس آئے۔ گاڑی سے اترے۔ اترتے ہی ہم سے ملے۔ حال پوچھا۔ ہم نے اپنا مدعا بتایا۔ حکیم صاحب نے فرمایا۔ کہ میں کھانا کھا کر ابھی آکر جواب دیتا ہوں۔ وہ کھانا کھانے اندر تشریف لے گئے۔ ہم ان کے مطب میں بیٹھ گئے۔ وہ کھانے سے فارغ ہوکر باہر تشریف لائے۔ کہ اتنے میں دو دہلی کے مولوی ابراہیم حنفی ابن مولوی محمد حسین فقیر ستونی دوسرے مولوی نواب ضمیر مرزا اہلحدیث حکیم صاحب کے برابر دائیں بائیں آبیٹھے۔ حکیم صاحب ہم سے یوں گویا ہوئے ؛

حاذق الملک :۔ آپکے لکچر کس مضمون کے ہونگے؟

ہم :۔ صداقت اسلام۔ ختم نبوت۔ وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعود وغیرہ ؛

حاذق الملک :۔ (نہایت متانت سے کچھ تامل کے بعد) بہتر ہے۔ کہ آپ خود ہی انتظام کرلیں ؛

ہم :۔ سب انتظام تو ہم خود ہی کریں گے۔ اس کے متعلق آپ کو کوئی تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ آپ سے صرف اتنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر آپ ہم کو جانتے ہیں۔ اور جسقدر جانتے ہیں تو اتنا لکھدیں۔ جتنا آپ ہمیں جانتے ہیں ؛

حاذق الملک :۔ (نیچی نظر کرکے کچھ دھیمی آواز سے) مناسب تو یہی تھا۔ کہ آپ بطور خود حصول تھیٹر کی کوشش کریں ؛

ہم :۔ جناب سے ہم کوئی سفارش حصول تھیٹر کے لئے نہیں کراتے۔ نہ لکچروں کے متعلق کوئی ذمہ داری لکھواتے ہیں۔ نہ آپ سے یہ درخواست ہے۔ کہ آپ رائے صاحب کو یہ تحریر فرمادیں۔ کہ ان کو ہم جانتے ہیں۔ یہ اچھے ہیں یا بُرے ہیں۔ ان کو آپ تھیٹر دیں یا نہ دیں۔ صرف اتنا چاہتے ہیں کہ رائے صاحب جو ہم سے ناواقف ہیں۔ اور ان کا سفارشی واجبی یہ ہے۔ کہ ہماری نیک چلنی یا بدچلنی سے واقف ہوں۔ اور یہ ان کو اسی طرح معلوم ہوسکتی ہے۔ کہ رؤساء دہلی میں سے کوئی شخص ہمارے جاننے والا ہمارے متعلق جو وہ جانتا ہے۔ لکھدے۔ اور آپ چونکہ ہمیں خوب جانتے ہیں۔ اس لئے آپ اپنا علم ہمارے متعلق جو اچھا یا بُرا ہے۔ وہ لکھدیں اور کچھ نہیں ؛

حاذق الملک :۔ (نہایت شرماکر) مجھے تو اس سے معاف ہی رکھیں۔ میں معذور ہوں۔

ہم :۔ بہت اچھا۔ بات تو نہایت معمولی تھی۔ مگر جناب نے نہ معلوم کس بنا پر اس سے معافی چاہی۔ خیر خدا مالک ہے۔ آداب عرض ؛

اس مکالمہ کے بعد ہم اٹھکر چلدیئے۔ اور اب رات کے ۹ بجے تھے۔ راستہ میں ہم خیال کرتے تھے۔ کہ دیکھو۔ حاذق الملک جو ہم سے اچھی طرح واقف تھے۔ اور ایک زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ مولوی نورالدین صاحب کو کئی خط اپنے کام کے لئے لکھتے رہے۔ اور خلیفہ اول نے ان کی درخواستوں کو قبول کیا۔ آج ایک ایسی امداد سے جو بالکل معمولی تھی۔ اسطرح انکار کر دیا۔ کہ گویا ذرا بھی ہم سے ان کو کبھی واسطہ نہ تھا۔ مگر یہ انکار غالباً ان کراماً کاتبین کی وجہ سے ہُوا۔ جو ان کے دائیں بائیں حنفی و اہلحدیث کی صورت میں تھے۔ ورنہ حکیم صاحب ایسے روکھے نہ تھے۔ کہ یوں صاف جواب دیدیتے بہرحال یہ سب کچھ الٰہی ارادہ سے ہُوا۔ تاکہ وہ بت جو ہم نے اپنے کام کے لئے حاجت روا قرار دے رکھے تھے۔ سب توڑ دئے جائیں۔ اور محض خدا ہی کے بھروسہ پر سب کام ہوں ؛

پہلی کامیابی

۹ بجے شب کے مستری صاحب کے مکان پر جہاں ہم مقیم تھے۔ پہنچے۔ اور سب حال مستری صاحب کو سنا کر مشورہ کیا۔ کہ اب کیا کیا جاوے۔ رائے صاحب بغیر چٹھی تصدیقی تھیٹر نہیں دینگے اور حاذق الملک نے چٹھی دی نہیں۔ جو چٹھی خلاف امید ملی ہے۔ شاید وہ منظور نہ کریں۔ آخر مشورہ کے بعد یہ قرار پایا۔ کہ مولوی عبدالاحد صاحب کی چٹھی کو مستری صاحب خود لیکر رائے صاحب کے پاس جائیں۔ دیکھیں وہ کیا فرماتے ہیں۔ دعا کے بعد دس بجے رات کے مستری صاحب وہ چٹھی لیکر رائے صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ رائے صاحب نے چٹھی دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ "بہت اچھا"۔ مستری صاحب نے عرض کی۔ کہ تھیٹر کھولنے کے لئے محافظ تھیٹر کے نام حکم صادر فرمایا جاوے۔ رائے صاحب نے فرمایا۔ کہ صبح اس کو حکم بھجوایا جائیگا۔ یہ سنکر مستری صاحب بامراد شاد کام واپس آئے۔ اور ہمیں پہلے دن ہی پہلے کام میں پہلی کامیابی کی بشارت دی۔ جس سے ہم نے سجدات شکر ادا کئے۔ کہ الحمدللہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا بڑا کام جو جلسہ کے لئے جگہ کے متعلق تھا۔ چند گھنٹوں میں پورا کردیا۔ اور وہی مکان ملگیا۔ جس کی خواہش خلیفہ ثانی نے کی تھی۔ اور بہت کرایہ طلب اور خدا کی عجیب شان کہ دہلی کے تین تھیٹروں میں سے دو کرایہ پر چڑھے ہوئے تماشے کی کمپنیوں نے روک لئے تھے۔ صرف راما تھیٹر ہی خالی تھا۔ جو ارادہ الٰہی کے ماتحت احمدیہ سلسلہ کے جلسوں کے لئے کرایہ پر نہ چڑھا تھا۔ فیہ آیات للسائلین

۲۶۔ فروری کی صبح کو ہمارا آدمی ۱۰ بجے رائے صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر وہاں سے باقاعدہ اجازت تھیٹر کیئے لے آیا۔ جس کے ملتے ہی ہم نے فوراً خوشی کا تار بحضور امیرالمومنین خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ قادیان کو روانہ کیا۔ کہ الحمدللہ راما تھیٹر بلا کرایہ جلسوں کے واسطے مل گیا ؛

انتظام مکان قیام

تار روانہ کرکے پھر ہم اپنے اور مہمانوں کے قیام کے لئے مکان کی تلاش میں چلے۔ نزدیک جامع مسجد جو دہلی میں ایک پُررونق جگہ ہے۔ دو بالاخانے جو بالکل جدید تعمیر ہوئے تھے۔ قیام گاہ کے لئے پسند کئے۔ یہ بالاخانے جناب نواب فیض احمد خان صاحب رئیس دہلی کے تھے جن کے پاس ہم جامع مسجد میں رائے صاحب کے نام چٹھی لینے کے لئے گئے تھے۔ اور انھوں نے چٹھی دینے سے انکار کردیا تھا۔ یہ رئیس میرے قدیمی مہربان اور بہت دوست تھے۔ اس لئے میں نے ان کے ملازم کو کرایہ دیکر بالاخانوں پر قبضہ کرلیا۔ پھر ان سے ملنے گئے۔ تو انھوں نے تلافی ماقات پر بسرور فرمائی۔ اور جو کرایہ بالاخانوں کا میں نے ان کے ملازم کو دیا تھا۔ اس کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ واپس لے لیں۔ اور چند یوم کے قیام کے لئے کرایہ دینے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے شکریہ کے ساتھ کرایہ واپس لینے سے انکار کیا۔ اور وہ دونوں کمرے جبکا بہت خفیف کرایہ دیا گیا۔ ایک ماہ سے زائد استعمال کئے۔ اور اس میں ہر طرح کا آرام پایا۔ جس کے لئے ہم صدق دل سے ان کے ممنون ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو اس مسافر نوازی اور مہربانی کا نیک اجر بخشے۔ آمین ؛

نواب صاحب نہایت شائستہ خلیق۔ ذی فہم۔ علم دوست۔ پابند صوم وصلوٰۃ۔ نیک انسان ہیں۔ اور دہلی کی اعلیٰ سوسائٹی کے چوٹی کے ممبر ہیں۔ خدا ان کو خوش رکھے۔ اور اس مہربانی کے صلہ میں ان کو احمدیت نصیب کرے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس مکان میں ہم ۲۹۔ فروری کو آگئے۔ اور ایک بورڈ لکھوا کر اسپر لٹکا دیا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ "قیام گاہ مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان۔ جن کے لکچر ۳۔ مارچ سے راما تھیٹر میں شروع ہوں گے" ✦ یہ بورڈ آنے والوں کے لئے ہمارے پتہ کا اور دہلی والوں کے لئے ہمارے جلسہ کا اعلان تھا ✦

طبع اشتہارات اور جلسہ گاہ کا بورڈ

جب راما تھیٹر جلسہ کے لئے مل گیا۔ تو ہم نے فوراً جلسہ کے اعلانات طبع کرنے کے لئے دے دئے۔ اور ایک خوبصورت بڑا لمبا چوڑا بورڈ قند سرخ پر جو ۳ گز لمبا اور ڈیڑھ گز چوڑا تھا۔ اور موٹے موٹے حروف کاٹ کر اس پر چسپاں کر دیئے تھے۔ تیار کرا کر تھیٹر کے صدر دروازہ پر آویزاں کر دیا۔ جسپر لکھا تھا "سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خالص مذہبی لکچر اس راما تھیٹر میں ۳۔ مارچ ۱۹۱۶ء سے شروع ہوں گے۔ ان لکچروں میں کسی مذہب پر حملہ نہ ہوگا۔ نہ کسی قسم کی پولٹیکل تحریک ہوگی"۔ اور مختلف مضامین کے اشتہار چھپنے کو دیدیئے۔ کیونکہ حضور خلیفہ ثانی رضؓ کا علم تھا۔ کہ تاریخ جلسہ سے قبل کثرت سے بذریعہ اشتہارات و منادی جلسہ کا اعلان کیا جائے ہم نے ہر روز کے لئے ایک ایک اشتہار طبع کرایا۔ جن کی تفصیل اسطرح ہے ✦

۱۔ پوسٹر کلاں جس میں جلسہ کا اعلان اور لکچروں کے مضمون اور لکچراروں کے نام درج تھے۔ یہ پوسٹر تمام شہر اور میرٹھ و پانی پت و بلب گڈھ وغیرہ میں چسپاں کئے گئے

۲۔ دہلی میں ایک عظیم الشان روحانی دعوت۔ یہ اشتہار یکم مارچ کو تقسیم کیا۔ اس میں جلسہ میں شمولیت کی دعوت اور پشت پر تمام جلسہ کا پروگرام چھاپدیا تھا ✦

۳۔ دعوت الی الخیر اہل دہلی کو۔ یہ اشتہار ۲۔ مارچ کو تقسیم کیا۔ اس میں جلسہ کی اہمیت اور پشت پر تمام جلسوں کا پورا پروگرام درج کر دیا تھا ✦

۴۔ مطبوعہ کارڈ بزبان اردو۔ اس کارڈ کو سہ اشتہار ۳ کے لفافہ میں بند کر کے دوسو معززین شہر کے نام بذریعہ ڈاک ارسال کیا تھا ✦

۵۔ الاعلان۔ یہ عربی زبان کا اشتہار تقطیع کلاں پر سہ پروگرام تقاریر عربی علماء دہلی و عربی دان لوگوں کے نام ۲۔ مارچ کو بھیجا گیا ✦

۶۔ عربی مطبوعہ کارڈ۔ اس کارڈ کے ساتھ عربی اشتہار عربی دان پبلک علماء وغیرہ کے نام لفافوں میں بند کر کے دستی تقسیم کیا گیا ✦

۷۔ انگریزی اشتہار۔ انگریزی لکچروں کے متعلق طبع کرا کے انگریزی دان پبلک میں ۳۔ مارچ کو تقسیم کیا گیا ✦

۸۔ مطبوعہ چٹھی انگریزی۔ اس کے ساتھ پروگرام انگریزی لکچروں کا اور اشتہار انگریزی گورنمنٹ افیسرز وائسرائے سٹاف اور مقامی حکام کے نام معہ اشتہار و نمونہ انگریزی ترجمہ قرآن ۳۔ مارچ کو چار سو کی تعداد میں بذریعہ ڈاک ارسال ہوا ✦

۹۔ "ایک پیغام اہل دہلی کے نام"۔ یہ اشتہار حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کے اس پیغام کے متعلق بڑی تقطیع پر چھپوا کر ۳۔ مارچ کو تقسیم کیا۔ جو حضورؓ نے لاہور میں دیا تھا ✦

۱۰۔ راما تھیٹر میں آج ۶۔ مارچ کو نہایت دلچسپ لکچر ہوں گے۔ ۶۔ مارچ کے لکچروں کے متعلق یہ علیحدہ اشتہار بڑی تقطیع پر چھاپکر تقسیم کیا ✦

۱۱۔ دہلی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لکچروں میں آج کا دن بڑھایا گیا۔ راما تھیٹر میں آج ۷۔ مارچ کو پھر جلسہ ہوگا چونکہ جلسہ کا ایک دن اور بڑھایا گیا۔ اس لئے یہ اشتہار بڑی تقطیع پر چھاپ کر ۷۔ مارچ کو تقسیم کیا گیا ✦

یہ گیارہ اشتہار تو قبل جلسہ کافی تعداد میں شائع کئے۔ علاوہ ازیں روزانہ پروگرام جلسہ بخط جلی ایک بڑے بورڈ پر لکھوا کر جلسہ گاہ کے دروازہ پر آویزاں کر دیا جاتا تھا۔ اور ایسا ہی دوسرا بورڈ ایک لڑکے کے گلے میں لٹکا کر تمام شہر میں روزانہ پھرایا جاتا تھا ✦

منادی اور احمدیہ جھنڈا

طبع اشتہارات سے قبل ۲۶۔ مارچ سے منادی شروع کر دی تھی۔ صبح سے لیکر شام تک منادالملت برادرم عبداللہ پروفیسر نے برابر ۷۔ مارچ تک بازار بازار محلہ در محلہ۔ چاندنی چوک۔ چاوڑی۔ کھاری باولی۔ صدر بازار حوض قاضی۔ پہاڑ گنج۔ دریا گنج۔ سبزی منڈی۔ کشن گنج۔ پھاٹک حبش خان۔ کوڑیا پل۔ چتلی قبر۔ فراش خانہ۔ لال کنواں وغیرہ تمام اطراف میں اس کثرت سے منادی کی۔ کہ بچے بچے کے کان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچ گیا۔ منادی کا مضمون بھی ایک قسم کی تبلیغ تھی۔ جو بالفاظ ذیل کی جاتی تھی ✦

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ۔ یہ لو تمہیں طرز تسلی کا بتایا ہم نے
مصطفےٰ پہ تیرا بیحد ہو سلام و رحمت ۔ جس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

۱۶۔ مارچ سے راما تھیٹر میں سلسلہ احمدیہ کے داعظین اور لکچراروں کے لکچر عربی۔ اردو۔ انگریزی میں ہوں گے لازم ہے کہ ہر ایک مذہب کے حق پسند ہندو۔ مسلمان۔ سکھ سناتن۔ آریہ۔ برہمو۔ عیسائی ہستی۔ شیعہ امیر و غریب تھوڑی سی دیر کے واسطے دنیا کے دھندوں کو چھوڑ کر ضرور شریک جلسہ ہو کر ایسی بے بہا نعمت سے مستفیض ہوں۔ کوئی ٹکٹ وغیرہ نہیں۔ مفت دیکھنے اور سننے میں آئیگا ✦ ؎

ہر طرف آواز دیتا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار

یہ منادی اہل دہلی کی توجہ کو یکلخت اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ اور بڑے شوق سے ہمارے مناد اور منادی کے منتظر رہتے تھے۔ منادالملت کے ساتھ ایک احمدیہ جھنڈا پارچہ لٹھ پر لکھوا کر اور چوکھٹے میں جڑوا کر ایک لڑکے کو پکڑا کر گشت کرایا جاتا تھا۔ جسپر بخط جلی یہ لکھا گیا تھا ✦

فضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
"تاج و تخت ہند جارج کو مبارک ہو مدام
جسکی شاہی میں ہیں پاتا ہوں پناہ روزگار

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیوں بیٹھے ہو تم تا کے لیل و نہار
ہر طرف آواز دیتا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار
برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

۱۶۔ مارچ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خالص مذہبی لکچر ہوں گے۔ جن میں کوئی پولٹیکل تحریک یا مباحثات نہیں ہوں گے" ✦

لکچروں کے مضمون اور لکچراروں کے نام

۱۔ "ایک پیغام اہل دہلی کے نام"۔ از حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ (اردو) جس کو شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم نے پڑھ کر سنایا ✦

۲۔ "حضرت مسیح اسرائیلی کی حیات و وفات" کا مسئلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(عربی میں) شیخ عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل تعلیم یافتہ مصر ۔

۳۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ابدی اور غیر فانی نبوت اور ختم نبوت کی حقیقت۔ (عربی میں) علامہ مولوی حافظ روشن علی صاحب ۔

۴۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (عربی میں) میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل نبیرۂ حضرت خواجہ میر درد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی ۔

۵۔ وفات مسیح ناصری علیہ السلام (اردو) خادم سلسلہ قاسم علی ایڈیٹر فاروق ۔

۶۔ الہامی مذہب کی ضرورت اور اس کا اثر انسانی اعمال پر۔ (انگریزی) چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے۔ پنجاب یونیورسٹی و ایل۔ ایل۔ بی۔ لنڈن بیرسٹر ایٹ لاء۔ سیالکوٹ ۔

۷۔ اسلام اور دیگر مذاہب۔ (انگریزی) مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۔

۸۔ حضرت مسیح موعود کا دعوے مع دلائل (اردو) شہرۂ آفاق میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل ۔

۹۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا کام کیا۔ (انگریزی) مولوی ابوالہاشم صاحب چوہدری ایم اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس۔ باریسال (بنگال)

۱۰۔ ختم نبوت (اردو) علامہ مولوی حافظ روشن علی صاحب ۔

۱۱۔ مسئلہ تناسخ پر نظر۔ (اردو) خادم سلسلہ قاسم علی ایڈیٹر فاروق ۔

۱۲۔ اسلام ہی کامل مذہب ہے۔ (اردو) از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ ایدہ اللہ بنصرہ۔ اس مضمون کو مولوی فاضل میر محمد اسحٰق صاحب و مولوی فاضل شیخ عبدالرحمٰن صاحب و شیخ یعقوب علی صاحب تراب نے پڑھ کر سنایا ۔

۱۳۔ اسلام اور مسیحیت۔ (اردو) جناب مفتی محمد صادق صاحب فاضل السنۂ غربی و کلدانی ۔

کل ۱۳ لکچر تین عربی۔ تین انگریزی۔ سات اردو پانچ یوم کے جلسوں میں اہل دہلی کو سنائے گئے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل تھا۔ کہ کامیاب لکچر ہوئے ۔

آمد احباب

۲۹۔ فروری ۱۶ء سے بیرونی احباب بغرض شمولیت جلسہ آنے شروع ہو گئے۔ اور تا قیام جلسہ برابر آتے رہے۔ رامپور سے عالیجناب اخویم خانصاحب ذوالفقار علی خان۔ اور برادرم قاسم علی خان صاحب اور ان کے ساتھ دو غیر احمدی اصحاب تشریف لائے۔ میرٹھ سے اخویم شیخ عبدالرشید صاحب و منشی حامد حسین صاحب و ڈاکٹر محمد صدیق صاحب شاہجہانپور سے حاجی عبدالقدیر صاحب باوجود سخت علیل ہونے کے معہ متعلقین تشریف لائے۔ اور دوست بھی شاہجہانپور سے آئے۔ بریلی سے حاجی غلام جبار صاحب و منشی سراج الدین صاحب و دیگر احباب۔ اچنیرا سے کرمی داروغہ عبدالحمید خان صاحب و حکیم عبدالصمد صاحب معہ دیگر احباب۔ پانی پت سے اخی المحترم میر محمد اسمٰعیل صاحب سلمہٗ اسسٹنٹ سرجن اور منشی محمد یعقوب صاحب معہ صاحبزادہ خود تشریف لائے۔ اور روزانہ جلسوں میں پانی پت سے ڈاکٹر قاضی محمد ساجد صاحب پریکٹیشنر غیر احمدی آتے۔ اور ہر روز واپس جاتے رہے۔ اس سعید انسان نے آخر حق کو قبول کر لیا۔ اور داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہو گئے امروہہ سے برادرم سید محمد یعقوب صاحب خلف حضرت احسن المناظرین مدظلہٗ۔ سونی پت سے ماسٹر نور الٰہی صاحب بلب گڈھ سے حکیم محمد حسین صاحب معہ صاحبزادگان ضلع گورداسپور سے شیخ فضل کریم صاحب۔ بنگے سے میاں رحمۃ اللہ صاحب کے فرزند ارجمند۔ اور لاہور۔ مالیر کوٹلہ قادیان کے بعض احباب بھی شامل جلسہ ہوئے۔ کل مہمانان قریب ساٹھ کے بیرونجات سے تشریف لے آئے تھے۔

فجزاہم اللہ احسن الجزاء ۔

کاروائی جلسہ

۳۔ مارچ ۱۶ء سے بعد نماز جمعہ لکچر شروع ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا اہل دہلی کو پیغام شیخ یعقوب علی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اور اس کے بعد عربی تقریریں پہلے دن ختم ہوئیں۔ ہر ایک لکچر کے بعد سامعین کو اسی زبان میں جس میں لکچر ہو۔ سوال کرنے کی اجازت دیگئی تھی۔ پہلے دن کے جلسہ میں دہلی والوں نے کم و بیش اپنا اخلاقی نمونہ دکھایا۔ اور اپنی جہالت کا اس طرح ثبوت دیا۔ کہ جب شیخ یعقوب علی صاحب حضرت خلیفۃ ثانی کا پیغام سنا رہے تھے۔ اس میں جب رسول کریم رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام آیا۔ تو شیخ صاحب صحیح طور پر صلے اللہ علیہ وسلم میم کی زبر کے ساتھ پڑھتے۔ جہلاء دہلی نے اس پر شور مچایا۔ کہ یہ غلط پڑھتے ہیں۔ ایسے ہیں۔ ویسے ہیں۔ بند کرو۔ روکو۔ غلطی کیا تھی؟ میم کو ساکن نہیں پڑھتے۔ بالفتح کیوں پڑھتے ہیں۔ اس مبلغ علم پر پہنچے تھے۔ مگر آخر ڈانٹنے پر ٹھنڈے ہو گئے۔ اور بیٹھ گئے۔ پھر عربی کی تقریریں ہوئیں۔ علماء دہلی کو باوجود دعوتی خطوط و اشتہار بھیجنے کے حوصلہ نہ ہوا۔ کہ سامنے آتے کیونکہ وہ دن ان کے امتحان اور علمی قابلیت کے اظہار کا تھا عربی میں سوال کرنا تھا۔ جس کے لئے قابلیت درکار تھی۔ اس لئے وہ جرأت نہ کر سکے۔ کہ جلسہ میں آتے۔ چند طلباء نیم ملا خطرۂ ایمان اور دو ایک مدعیان علم و فضل جو دہلی کے نہیں تھے۔ ایک تو غلام محمد شلموی اپنا نام بتاتے تھے۔ اور بڑے فخر سے جرائد میں اپنے مضامین شائع کرتے پراتراتے تھے۔ اور مولوی شبلی نعمانی کے تلامیذ سے ہونا فرماتے تھے۔ دوسرا ایک اور مجہول الحال تھے جو باوجود پتہ پوچھنے کے انکار کرتے تھے۔ کہ میں اپنا پتہ وغیرہ نہیں بتاؤں گا۔ یہ ہر دو شیخصاحب سلمہ کے وفات مسیح والے لکچر پر سوال کرنے کے لئے بزبان عربی گویا ہوئے۔ مجہول الحال شخص تو فراڈا فراڈا۔ ایک نامعقول جملہ بول کر وفات مسیح کے لکچر پر یہ سوال کر بیٹھے۔ کہ آپنے نماز مغرب اس وقت مسجد میں پڑھی ہے۔ یا کسی اور جگہ۔ اگر مسجد میں نہیں پڑھی۔ تو کیوں؟ ان کے اس غیر متعلق سوال کو دیگر سامعین نے سنکر نا قابل جواب قرار دیکر انہیں تو بٹھا دیا۔ مگر شلموی مدعی علم کے سوالات (جو بقول بٹالوی عربی میں نہیں بلکہ اردی میں لفظ توفی کے معانی سوائے قبض روح کے متعلق تھے) کے جوابات فاضل مصری نے زور دار الفاظ میں بزبان عربی پوری تفسیر و تشریح کے ساتھ دئے۔ شیخ صاحب کا عالمانہ عربی لکچر اور طرز بیان مصری سامعین پر پورا اثر ڈال رہا تھا۔ دوسرا لکچر حافظ روشن علی صاحب کا ختم نبوت کے متعلق عربی میں تھا۔ جس سے حاضرین متحیر تھے۔ کیونکہ حافظ صاحب کا لہجہ اور طرز ادا بتا رہا تھا۔ کہ مضمون کی آورد نہیں بلکہ آمد ہے۔ اور خوش الحانی کی قرأت نے عربی دانوں کو محو اور غیر عربی دانوں کو مرعوب کر رکھا تھا۔ کوئی دم نہ مارتا تھا سب ہمہ تن گوش نقش دیوار بنے بیٹھے تھے۔ خاتمہ لکچر پر ایک ناخیر منہ کہنے والا عصمت علی نامی چکڑالوی کا فضلخور قرآن دانی کا جھوٹا مدعی اٹھا۔ اور اردو میں سوال کرنے لگا۔ کہ یہ عربی زبان میں لکچر دینے از روئے قرآن شریف منع ہیں دلیل یہ ہے۔ کہ ہر ایک رسول اپنی قوم کی زبان میں گفتگو کرتا اور کتاب لاتا رہا ہے۔ پھر تم نے دہلی [illegible]

یہ شخص خدا کے غضب میں سے ہے جس کے تمام حواس مارے جا چکے ہیں۔ اطاعت۔ سوائے کو شرک اور تیس روزے رمضان کے رکھنے گناہ اور ہلاکت میں پڑنا بتاتا ہے۔ تین روزوں کا قائل ہے۔ نماز متعارف کو انسانی نماز اور التحیات و درود شریف اور ادعیات ماثورہ کو جو نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ قطعاً حرام اور اتخاذ ارباب کہتا ہے۔ اور پھر اپنی اس جہالت پر اسقدر اترا تا ہے۔ کہ جامہ میں پھولا نہیں سماتا۔ تعجب ہے۔ احادیث کا منکر۔ عقل مرکب۔ عقل کا دشمن۔ ایمان کا راہزن۔ حماقت کا مجسم نمونہ۔ نحوست کا مجسمہ۔ دابۃ الارض مذبذبین نہ دل خدا کا نہ ہیں شیاطین کافرین۔ مدرسہ تلاش علم دین بابیں۔ دعاء ہمدانی عربی لیکچر پر اردو میں سوال کرنے اعتراض ہے۔ اور سوال بھی لیکچر کے مضمون پر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ لیکچر کو سمجھا ہی نہیں تھا۔ تو سوال کیا کرتا۔ صرف انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام کرنا چاہتا تھا۔

مگر ؎

ایں شہادت بزور بازو نیست۔ تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بجائے شہادت کے حرام موت مرتا ہے۔ اس کو حافظ صاحب نے عربی میں جواب دیا۔ کہ ہماری قرارداد کے مطابق عربی میں سوال یا اعتراض کرنے کا آپ کو حق ہے۔ اور وہ بھی نفس مضمون پر سوال یا اعتراض کرنے۔ اردو میں ہم نہیں سنینگے مگر وہ بیچارا خدا کا مارا عربی میں بولے کیونکر۔ وہی ٹائیں ٹائیں پھر شروع کی۔ پھر روکا۔ مگر وہ باتوں سے کب مانتا تھا لاتوں کا بھوت تھا۔ آخر میر نے اٹھ کر اسکو سمجھایا۔ کہ مولوی صاحب اگر آپ کو عربی آتی ہے۔ تو آپ عربی میں سوال کریں۔ ورنہ خاموش رہیں حقیقت شما معلوم شد۔ وہ پھر بڑبڑانے لگا۔ تب میں نے اس کو ڈانٹا۔ اور چیلنج کیا۔ کہ گو آپ کا یہ اعتراض مضمون لیکچر کے خلاف ہے۔ مگر ہم اس خلاف اعتراض کو بھی قابل جواب سمجھ لیں گے۔ بشرطیکہ آپ اس کا عربی ترجمہ کر کے عربی میں اسی اعتراض کو ادا کریں۔ اور ساتھ ہی میں نے اپنے تجربہ کی بناء پر پوری تحدی سے کہدیا۔ کہ یہ شخص ایک لفظ عربی میں ترجمہ کر کے نہیں بول سکتا۔ اگر میرا بیان غلط ہے۔ تو میری تکذیب کے لئے ہی سہی۔ اپنا اعتراض تو عربی میں سنادے۔ جس سے وہ کھسیانا ہو کر نہایت ذلت کے ساتھ اپنا سا منہ لیکر بیٹھ گیا ✦

اس کے بعد مکرمی میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل کا عربی لیکچر متعلق صداقت مسیح موعود ہوا۔ میر صاحب نے اپنا لیکچر جو اسی دن لکھ کر تیار کر لیا تھا بخوش اسلوبی ادا کیا۔ اس لیکچر پر اعتراض کرنے والوں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور دس بجے شب کے آج کا جلسہ ختم ہوا۔ شروع میں قبل از مغرب تعداد سامعین اچھی تھی۔ بعد مغرب کم تھی۔ اور بعد عشاء اور بھی کم ہو گئی۔ اس کی وجہ عربی لیکچروں کا ہونا تھا۔ کیونکہ اہل دہلی عربی سے نابلد تھے۔ اس لئے یہ معلوم کر کے کہ آج صرف لیکچر عربی ہوں گے۔ تعداد میں کمی ہوتی گئی۔ مگر دو صد کے قریب اس دن کی حاضری تھی ✦

آج کے لیکچر عربی کے جلسہ میں ایسے موقعہ پر جبکہ اہل دہلی اپنی تعلیم اور اخلاق کا نمونہ شور و شر سے دکھا رہے تھے مسٹر لونگ صاحب سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ایک ان کے یورپین معزز مہمان جو بصرہ سے آئے ہوئے تھے۔ اور عربی خوب اچھی طرح سمجھتے تھے۔ بہمراہی صاحب انسپکٹر پولیس کوتوالی دہلی جلسہ میں بدوران لیکچر شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل مصری تشریف لائے۔ اور دیر تک سنتے رہے۔ اور عربی دان یورپین صاحب نے شیخ صاحب کی عربی تقریر کی تعریف فرمائی۔ اور اس کے بعد صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر پولیس نے ازراہ مہربانی ہمارے جلسوں کے لئے پولیس کا انتظام کر دیا۔ تاکہ کسی قسم کی مفسدانہ حرکت اہل دہلی سے سرزد نہ ہو جس کے ہم شکر گذار ہیں۔ اور آئندہ ہم اس ملاقات کا بھی ذکر کریں گے۔ جو اگلی صبح کو ہم نے صاحب موصوف سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس سے کی ✦

مخالفت کے اشتہار

احمدیہ جلسہ کا دہلی کے گلی گلی اور بازار بازار میں جب چرچا ہونے لگا۔ اور اشتہارات و اعلانات دمنادی کے ذریعہ عوام و خواص۔ علماء و ملباء۔ امیر و غریب کو دعوت پہنچ گئی۔ تو گروہ مولویان میں کھلبلی پڑی۔ سب مولوی کیا اہلحدیث اور کیا حنفی جو باہمی سخت عداوتیں رکھتے تھے شورہ کرنے لگے۔ وہ تدابیریں جن سے یصدون عن سبیل اللہ کی ڈیوٹی پورے طور پر ادا ہو سکے۔ سوچی گئیں۔ مگر ان پر عملدرآمد کے لئے حوصلہ۔ علم۔ روپیہ۔ اتفاق و یکجہتی کی ضرورت تھی۔ جو سب کی سب اس مقدس گروہ سے مفقود تھی۔ لہذا عوام الناس نے سعی بسیار ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارکے ایک علامۂ زمان مقتدا مولویان مسمی عبدالحنان ساکن ہزارہ مرید مہر علیشاہ گولڑوی کو ڈھونڈ لیا۔ جو آدھ روپیہ کی تلاش میں صدہا کوس کی صعوبت سفر برداشت کر کے بیچارہ دہلی میں پہنچا تھا۔ اس غریب الوطن مبتلاء رنج و محن کا دم علماء اور ان کے دام افتادگان کے لئے بسا غنیمت ہو گیا۔ اور اس کے سہارے پر چندہ کر کے دو چار کاغذی پتنگ پڑھائے جن کو آتش نار نے جلا کر خاکستر کر دیا۔ اور فضل سعیہم فی الحیوٰۃ الدنیا کا پورا مصداق گولڑوی اور اس کے پشت پناہ ہو گئے۔ گولڑوی مذکور نے قبل جلسہ خدا کی مخلوق کو راہ حق سے روکنے کی غرض سے مندرجہ ذیل تین اشتہار دئے (۱) فرمان حق۔ (۲) موعظہ حسنہ۔ (۳) اظہار حق اور ایک اشتہار (۴) مذبذب قادیانی۔ کسی مجہول الحال عبداللہ دہلوی کی طرف سے شائع ہوا۔ ان چاروں اشتہاروں میں ۱ و ۴ لوگوں کو جلسہ احمدیہ سے روکنے کے لئے اور ۲ و ۳ بالمقابل جلسہ مولویانہ کی اطلاع کی غرض سے تھے۔ لہذا ان میں سے صرف وہ اشتہار جو علماء دہلی اور ان کے ہم خیالوں کی حالت زار کا پورا آئینہ ہیں۔ ہم بجنسہ ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے نقل کر دیتے ہیں ✦

فرمان حق

خدائے برتر جل جلالہٗ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ کہ جب تم سنو۔ کہ "خدا کی آیات کا انکار اور اُن کے ساتھ استہزا کیا جاتا ہے۔ تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو"۔ (سورہ نساء رکوع ۲۰)

مرزائیوں کے جلسے میں کیا ہوگا؟

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار۔ مرزا صاحب کی نبوت کا دعویٰ۔ اور اس کا من گھڑت خیالی ثبوت۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا دعویٰ جو تمام محققین اسلام اور اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے۔ مسیح بن مریم علیہ السلام سے مرزا صاحب کا افضل ہونے کا ادعا۔ جیسا کہ خود ان کا یہ شعر ہے ✦

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

مرزا صاحب کے دعوے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ مہدی موعود ہوں۔ نبی ہوں۔ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ خدا نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ تو بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔ تو بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزے مثلاً اندھوں۔ کوڑھیوں کو اچھا کرنا مردوں کو خدا کے حکم سے زندہ کرنا یہ سمریزم کے کرشمے تھے۔ جس سے دل کا نور کم ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے مسیح بن مریم پر بہت کم لوگ ایمان لائے۔ کہ ان کی روحانی طاقت اور باطنی نور ان مکروہ اور قابل نفرت کرشموں سے کم ہو گیا تھا (معاذ اللہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھو مرزا صاحب کی کتاب "ازالہ اوہام"

یہ اور اسی قسم کے اور عقیدے اور خیالات ہیں جو ان کے جلسے میں بیان کئے جائیں گے۔ اگرچہ پروگرام میں صراحۃً ان میں سے بعض کا ذکر نہ ہو ٭

پھر عربی۔ انگریزی تقریر عام مسلمین تو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ رہے علماء اور عربی دان اصحاب وہ بھی بجز اس کے کہ سن لیں۔ اور کیا کر سکتے ہیں۔ مناظرہ اور مباحثہ کا انہوں نے کھلم کھلا انکار کر دیا ہے ٭

اسلئے تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ مذکورہ بالا فرمان حق پر عمل کریں۔ اور ایسے جلسے میں ہرگز شریک نہ ہوں، جس میں اسلامی متفق علیہ عقیدوں کا انکار کیا جائے۔ آیات واحادیث اور امت مرحومہ کے طائفہ اہل حق یعنی اہل سنت والجماعۃ کے خلاف من گھڑت دعوے سننے پڑیں۔ اور اظہار حق کا راستہ (مناظرہ) بند ہو۔ اُن کے جلسے میں شریک نہ ہونا ہی وہ پُرامن طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے آپ ان زہریلے جراثیم سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جو آپ کی مذہبی زندگی کے خطرناک دشمن ہیں ٭

المشتہر:۔ راجی رحمۃ ربہ الرحمن محمد عبدالحنان ہزاروی خادم حضرت خواجہ صاحب گولڑوی ٭

نحمدہٗ ونصلی

(۲) فرقے بیدینوں کے پامال رہے ہیں اکثر
طائفہ اہل تسنن کا مظفر نکلا

مذہب قادیانی

کا یہ جلسہ جو راما تھیٹر دہلی میں مقرر ہوا ہے۔ اس میں جانا قرآن کریم سے منع ہے۔ وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بھا ویستہزیٰ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ۔ یعنے اور تحقیق اتاری (خدا تعالےٰ نے) تم پر کتاب کہ جب سنو تم کہ اللہ کی آیتوں پر انکار اور تمسخر کیا جاتا ہے۔ پس مت بیٹھو ان کے ساتھ جب تک وہ (قرآن) کے سوا اور بات میں بحث کریں، اور اس فرقہ کا انکار قرآن وحدیث پر یہ ہے۔ کہ یہ فرقہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردہ بتاتا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن وحدیث کی رُو سے اب تک زندہ ہیں۔ اور یہ فرقہ علمائے دین سے ریاست رامپور ولودہیانہ وامرتسر لاہور وغیرہ میں کئی بار شکست پا چکا ہے ٭ المشتہر: محمد عبدالرشید دہلوی غفرلہ

خدا کی شان جن بیچاروں نے قرآن مجید کو محض تبرک سمجھ کر گھر میں لٹکا رکھا ہے۔ یا کبھی توفیق ملی۔ تو اتنی کہ دو چار رکوع بلا ترجمہ طوطی کی طرح پڑھ لئے۔ وہ اس قوم کو جس کی خدمت قرآن واسلام کا اعتراف بڑے بڑے مخالفین سلسلہ احمدیہ وہر فرقہ کے ذی شعور لوگوں نے کیا ہے۔ قرآن پر استہزا کرنے والی بتاتے ہیں الحمدللہ کہ ان اشتہاروں کو بجز ان نادانوں کے جو عقل ودین کو استعفاء دے چکے ہوئے ہیں۔ ہر ایک فہمیدہ اور شریف انسان نے نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ کیونکہ یہ فعل اہل دہلی کی شایان شان نہ تھا۔ گولڑوی جرگہ ہی کے لئے موزون تھا۔ اس لئے ہر سلیم الفطرت ان اشتہار دہندگان کی کمزوری کا اعتراف کرتا تھا۔ کیونکہ احمدیہ جلسے میں جبکہ ہر ایک شخص کو بعد اختتام لکچر سوال واعتراض کرنے کا حق تھا۔ تو پھر ایسے بیہودہ اشتہار دینا اپنی اعتقادی ودینی کمزوری نہیں تو کیا ہے؟ گو علماء دہلی نے بذریعہ دو جلسوں کے جو ایک ۵ مارچ کو مدرسہ حسین بخش میں بوقت صبح جس وقت کہ ہمارے لکچر ہوتے تھے۔ منعقد کیا۔ تاکہ لوگ احمدیہ جلسہ میں شامل نہ ہوسکیں۔ اور دوسرے ۶ مارچ کو بعد نماز عشاء ایک مسجد میں کیا۔ اور ان جلسوں کے ذریعہ دہلی کے جہلاء کو ہمارے خلاف برانگیختہ کر کے شمولیت جلسہ سے روکا۔ اور ۳ و ۴ مارچ کو **فرمان حق اور مذہب قادیانی** کے عنوان والے اشتہاروں سے یصدون عن سبیل اللہ کا فرض ادا کیا۔ لیکن خدا کے فضل کو کون روک سکتا تھا۔ صدہا آدمی جلسہ میں آئے۔ جن میں سے بہتوں نے اچھا اثر لیا۔ اور مخالف ہر طرح ناکام ونامراد رہے ٭

جلسہ کا دوسرا دن

۴ مارچ کو بعد عصر جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید سے افتتاح کر کے قاسم علی خانصاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم پڑھوائی گئی۔ اور پھر وفات مسیح پر عاجز ایڈیٹر فاروق نے خدا کے فضل سے لکچر شروع کیا۔ جو مغرب تک رہا۔ بعد ادائے نماز مغرب چوہدری ظفراللہ خانصاحب بیرسٹرایٹ لاء کا انگریزی لکچر ہوا۔ جس کے خاتمہ پر ایک جنٹلمین نے کچھ سوال کئے۔ جن کا جواب نہایت عمدگی سے بڑی تفصیل کے ساتھ چوہدری صاحب نے دیا چوہدری صاحب کا لکچر خدا کے فضل سے اپنی شان میں پوری شوکت رکھتا تھا۔ انگریزی دان سامعین بہت ہی محظوظ ہوئے تھے۔ غیر انگریزی دان بھی طرز ادا اور لہجہ انگریزی کو سننے کے لئے کثرت سے داخل محل ہو گئے تھے۔ جو اخیر تک پھر نہ اٹھ سکے۔ چوہدری صاحب کے لکچر کے بعد بقیہ مضمون وفات مسیح خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق نے بیان کیا۔ وفات مسیح کے لکچر سننے کے شوق میں آج تمام ہال بھر گیا تھا۔ عربی مدارس کے مضروب طلباء بھی بہت آئے تھے۔ کیونکہ انھوں نے تو ان عیسیٰ حی علی السماء ہی سنا ہوا تھا اور یعیسیٰ انی متوفیک کے معنے گوشت پوست وروح کو آسمان پر اٹھا لینے کے پڑھے ہوئے تھے۔ آج کے پروگرام میں لکھا دیکھا۔ کہ مسیح ناصری کی وفات پر لکچر ہوگا۔ تو خواہ مخواہ چوکنے ہو کر آئے۔ اور بیچارے بغلوں میں نحو میر اور میزان الصرف کی جلدیں یا جلالین ومشکوٰۃ کا کوئی ربع دبائے ہوئے بیٹھے رہے۔ ان کے علم میں تو مدرسہ فتحپوری یا امینہ دہلی یا مدرسہ حسین بخش وغیرہ ہی بجز ناپیدا کنار تھے۔ اس سے باہر نہ کوئی علم اور نہ ہی کوئی کتاب۔ پھر بھلا یہ سنکر کہ مسیح فوت ہوگیا۔ حیران کیوں نہ ہوتے۔ ایسا ان کے استاد نے بھی نہ پڑھا تھا۔ نہ ان کی صرف میر اور نحو میر یا قطبی وقدوری وہدایہ میں لکھا تھا ٭

وفات مسیح کے دلائل سُن سُن کر مست ہو رہے تھے۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کے مصداق بنے بیٹھے تھے۔ درمیان لکچر کے حواس باختہ ہو کر کبھی کبھی کوئی خطا الحواس یخ پا ہو جاتا تھا۔ مگر خدا کے فضل سے تھوڑی سی فہمائش پر دب جاتے تھے۔ اور اختتام لکچر پر سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ دو ایک طالب علم سائل بنکر اٹھے۔ جن کے بے سروپا اعتراضات تھے۔ مگر تاہم ان کے جواب حافظ روشن علی صاحب ومیر محمد اسحٰق صاحب نے خوب سمجھا دئے۔ اور آج کا جلسہ بھی بخیر وخوبی رات کے گیارہ بجے ختم ہوا ٭

جلسہ کا تیسرا دن

۵ مارچ بروز اتوار جلسہ کا تیسرا دن تھا۔ جو ۱۰ بجے قبل دوپہر سے شروع ہو کر رات کے گیارہ بجے کے بعد تک رہا۔ اس جلسہ کے تین اجلاس ہوئے۔ ایک صبح ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک دوسرا بعد عصر سے مغرب تک تیسرا بعد مغرب سے ساڑھے گیارہ بجے تک پہلا لکچر حافظ روشن علیصاحب سلمہ کا ختم نبوت پر ہوا۔ تھوڑے سے وقت کے لئے شیخ عبدالخالق صاحب نومسلم نے عصمت انبیاء پر تقریر کی۔ دوسرے اجلاس میں بعد عصر جبکہ حاضرین سے تمام ہال بھر گیا تھا۔ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ مضمون جو اسلام کے زندہ اور کامل مذہب ہونے پر تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میر محمد اسحٰق صاحب و شیخ عبدالرحمٰن صاحب ہر دو فاضل مولویان نے نہایت عمدگی سے پڑھ کر سنایا۔ مگر اس اجلاس میں وہ ختم نہ ہوا تھا۔ اس لئے بعد مغرب تیسرے اجلاس میں بقیہ مضمون شیخ یعقوب علی صاحب تراب نے پڑھ کر ختم کیا جس کے بعد تناسخ پر عاجز ایڈیٹر فاروق نے اپنا لکچر شروع کرکے بوجہ مفتی صاحب کے اس وقت دہلی پہنچ کر جلسہ میں شامل ہو جانے کے ادھورا چھوڑ دیا۔ اور مفتی صاحب قبلہ کا لکچر اسلام اور مسیحیت پر ایک گھنٹہ ہوا۔ آج کا جلسہ پچھلے ہر دو جلسوں سے زیادہ کامیاب اور بارونق تھا۔ تعداد سامعین اسقدر تھی۔ کہ ہال تمام کا تمام نیچے اوپر سے بھر گیا تھا۔ اور کوئی شور و شر بھی نہیں ہوا۔ نہ کسی نے آج کوئی سوال یا اعتراض کرنے کی جرأت کی ✦

جلسہ کا چوتھا دن

پہلا اجلاس ساڑھے پانچ بجے بعد عصر شروع ہوا۔ پہلی تقریر میں مضمون تناسخ کا بقیہ عاجز ایڈیٹر فاروق نے بیان کیا۔ اس کے بعد سلسلہ عالیہ کے درخشندہ گوہر حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل نے اپنا لکچر صداقت مسیح موعود پر شروع کیا۔ جسکا بقیہ بعد نماز مغرب ادا کیا گیا۔ میر صاحب کی عمر و علم میں خدا اس سے بھی زیادہ ترقی عطا فرماوے۔ جس عمدگی سے دلائل صداقت مسیح موعود کو انہوں نے قرآنی معیار پر رکھ کر بیان کیا تھا۔ وہ انہی کا حصہ تھا۔ بڑے جوش اور بلند آواز اور پُر شوکت لہجہ میں میر صاحب دہلوی نے اہل دہلی کو مخاطب کرکے صداقت مسیح موعود کا ثبوت دیا۔ حاضرین کی کثرت آج اسقدر تھی۔ کہ سٹیج پر جبکہ کرسیاں تھیں۔ وہ بھی پُر ہو چکی تھیں۔ اور ہمارے اخبار کے اعلان گھڑے ہے الحمد للہ کہ صداقت مسیح موعود کے دلائل دہلی کے بہت سے لوگوں نے سن لئے ✦

ایک لطیفہ

میر صاحب کی زبان سے صداقت مسیح موعود کی دلیلیں دیتے ہوئے کوئی فقرہ "روتقریر" میں ایسا نکل گیا جسپر جہلاء دہلی نے تالیاں بجائیں۔ ان کی اس مجنونانہ حرکت پر میر صاحب ہنس پڑے تو انہوں نے پھر تالیاں بجائیں۔ میر صاحب نے دو بار تالیاں سن کر ذرا خاموشی کی اور تقریر کو بند کیا۔ تو انہوں نے پھر تالیاں بجائیں۔ اس پر خادم سلسلہ قاسم نے کہا "شاباش حضرات دہلی شاباش"۔ اس پر پھر تالیاں بجیں۔ غرضیکہ تین منٹ کے اندر اندر اسلام کے بدنام کنندگان نے پانچ دفعہ تالیاں پیٹیں۔ تو میر صاحب نے انہیں ان کے اسلاف کی کارگذاری قرآن مجید سے یاد دلا کر شرم دلائی۔ کہ اے نا خلفو تمہارے بزرگ تو سیٹی کے ساتھ تالیاں بجا کر عبادت نکیا کرتے تھے۔ تم کیسے ان کے خلف ہو۔ کہ آبائی عبادت میں تحریف و کمی کرکے بغیر سیٹی کے تالیاں بجاتے اور بے نکبیر کی نماز پڑھتے ہو۔ دیکھو قرآن مجید میں اسکا یوں تذکرہ ہے۔ کہ ماکان صلوتھم عند البیت الا مکاءً وتصدیۃ یعنے ان کی عبادت تالیاں اور سیٹیاں بجانا تھی۔ میر صاحب کی اس برمحل تنبیہ کو سنکر انہوں نے فوراً ہی چند سیٹیاں بجا کر چھٹی مرتبہ پھر تالیاں پیٹیں۔ اور اس کمی کو پورا کرکے پورے پورے خلف الرشید اپنے اسلاف کے بن گئے۔ اور بہت خوش ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ہیں اسلام کے مدعی۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے امتی۔ اہل سنت والجماعت کہلانے والے دشمنان اسلام۔ تف ہے ان کی اس حرکت پر اور لعنت ہے ان کی اس حماقت پر ✦

نہایت لطیف سوال

جب بزرگان دہلی سیٹیاں اور تالیاں بجا چکے۔ تو میر صاحب نے ان سے پوچھا۔ کہ یہ تالیاں اور سیٹیاں علماء کی طرف سے تھیں۔ یا جہلاء کی؟ اگر علماء کی طرف سے تھیں۔ تو ہم نے علماء کی سیٹیاں اور تالیاں کبھی نہیں سنیں۔ ان کے سننے کے پھر مشتاق ہیں۔ اور اگر جہلاء کیطرف سے تھیں۔ تو جہلاء کی تالیاں ہم بہت سنے ہوئے ہیں۔ اُن کی پرواہ نہیں۔ اس کے جواب میں ایک منکر مدعی علم جو اپنے تئیں غلام محمد شلموی انجمن خدام کعبہ کا ممبر بتاتا تھا جسکا ذکر آگے بھی آئیگا۔ بولا کہ یہ عوام کی حرکات ہیں علماء نہ اُدھر ہیں نہ اِدھر سے تالیاں پیٹیں۔ نہ اِدھر ہیں جن پر سیٹیاں بجیں۔ اس پر میر صاحب نے شلموی کا غرور ایسی طرح توڑا۔ کہ وہ بغلیں ہی جھانکتا رہا۔ میر صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ کی شہادت ان کے متعلق تو صحیح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ صاحب البیت ادریٰ بما فیہ۔ چونکہ آپ ان میں سے ہیں۔ ان کی حالت کے سچے گواہ ہیں۔ مگر ہمارے متعلق آپ کی شہادت کذب صریح اور غلط ہے۔ کیونکہ آپ کو ہمارے متعلق کچھ علم نہیں۔ اس دندان شکن جواب سے شلموی دم بخود غرق ندامت ہو گیا ✦

میر صاحب کے لکچر پر سوالات و اعتراضات کرنے کے شائق بہت مضطر اور بے قرار ہو رہے تھے۔ اختتام لکچر پر اجازت سوالات دیگئی۔ تو ہر کس و ناکس نے کھڑے ہو کر شور مچانا شروع کر دیا۔ جس کے متعلق آخر یہ انتظام ہوا کہ ہر ایک شخص اپنے اپنے سوالات لکھ کر دیدے۔ ہم ان سب کے جوابات ایک بار ہی سنا دیں گے۔ بڑی قیل و قال کے بعد پہلے تو معترضین کا انتخاب ہوا۔ پھر ان کو اعتراض و سوال کرنے کا موقعہ دیا۔ جب سب اپنے اپنے سوالات لکھ کر دے چکے۔ تو میر صاحب و حافظ صاحب و خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق نے ان کے جواب اس طرح دیئے۔ کہ پہلے اصل سوال حاضرین کو بالفاظ سائل سنا دیا جاتا تھا۔ پھر اس کا جواب دیا جاتا رہا۔ چونکہ یہ سوال بہت سے ہیں۔ اور کئی سائلوں کے ہیں ان کو کسی دوسری اشاعت میں انشاء اللہ بشرط ضرورت درج کرکے وہ جواب بھی نقل کر دیں گے۔ جو ان کے سوالات کے دیئے گئے۔ اس جگہ بطور نمونہ ہم بڑے اکڑباز غلام محمد شلموی کے ایڈیٹ سوالات کو درج کرکے اس کے جواب کو نقل کر دیتے ہیں۔ جو اس کو وہاں دیا گیا تھا ✦

شلموی کے دو اعتراض

(۱) کیا مباہلہ سے موت سے پہلے آدمی مر سکتا ہے؟ میرے نزدیک قرآن شریف کی تعلیم کے خلاف ہے۔ دلیل اس پر یہ آیت دی۔ اذجاء اجلھم لا یستأخرون ساعۃ ولا یستقدمون ✦

اس سوال کا جواب اخی امام حافظ روشن علی صاحب نے دیا۔ کہ یہ خیال شلموی صاحب کو عدم تدبر قرآن کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کہ موت سے پہلے موت ناممکن ہے ✦

دیکھو قرآن مجید میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ اے لوگو اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ایک انسان اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالکر ہلاک کر سکتا ہے۔ اگر کوئی مقررہ وقت سے پہلے نہیں مر سکتا۔ تو کوئی اپنے آپ کو ہلاک بھی نہیں کر سکتا۔ خواہ آگ میں کود کے یا پانی میں ڈوب جاوے۔ یا پہاڑ سے گر اوے۔ دوم۔ نوح علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ حضرت نوح نے اپنی قوم سے کہا۔ یقوم انی لکم نذیر مبین۔ ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمی۔ اے میری قوم میں تیرے پاس کھلا کھلا ڈرانے والا آیا ہوں اگر تم اللہ کی عبادت کرو گے۔ اور متقی ہو گے۔ اور میری اطاعت کرو گے۔ تو خدا تمہارے گناہ بخشدیگا۔ اور تمہیں ایک وقت مقررہ تک مہلت دیگا۔ غور کرو۔ اگر اجل مسمی سے پہلے موت نہیں آسکتی۔ تو پھر مہلت دینے کے کیا معنے۔ مہلت دینا تب ہی درست ہو سکتا ہے جبکہ اجل مسمی سے پہلے موت آسکتی ہو۔ ورنہ یؤخرکم الی اجل مسمی کے معنے کچھ بھی نہیں۔ اور اذجاء اجلھم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا مطلب یہ نہیں۔ کہ موت سے پہلے موت نہیں آسکتی۔ اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ جب اجل آجائے تو پھر نہیں ٹل سکتی۔ یہ اذا جاء سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہاں اُس وقت موت کے نہ ٹلنے کا ذکر ہے۔ جب کہ وہ آجائے۔ شلوی صاحب کو قرآن مجید میں تدبر چاہیئے۔ اپنی طرف سے نہ اصول گھڑیں

دوسرا اعتراض شلوی نے یہ لکھ کر دیا۔ کہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے جو مباہلہ کیا تھا۔ اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے دعوے میں صادق اور مرزا صاحب اسکے برعکس ثابت ہوئے۔" دستخط اتم غلام محمد شلوی

اتم کا جواب از قاسم

خدا کے فضل سے عاجز ایڈیٹر فاروق نے اس کے جواب کی توفیق پائی۔ اور شلوی ناواقف کو اصل حال سے واقف کیا۔ اور بتایا۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے کوئی مباہلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہیں کیا۔ بلکہ جب حضرت صاحبؑ نے امرتسری ملاں کو چیلنج مباہلہ دیا۔ جو انجام اتھم کے ذریعہ اور پھر خاکسار اعجاز احمدی میں شائع کیا۔ تو امرتسری نے صاف انکار کرکے لکھدیا۔ کہ میں ایسے مباہلہ کی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے۔ ہرگز جرأت نہیں کرتا۔ اس کے بعد پھر حضورؑ نے ایک دوسرا طریق فیصلہ اس کے سامنے پیش کیا۔ جو کسی الہام کی بناء پر نہ تھا۔ اور وہ بدر اخبار میں جس کی سرخی ایڈیٹر بدر نے "مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ" قائم کی تھی۔ شائع ہوا تھا۔ اُس میں حضرت اقدسؑ نے ثناء اللہ کو لکھا۔ کہ میں خدا تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں طاعون یا ہیضہ سے فوت ہو۔ اور یہ دعا کسی الہام کی بناء پر نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ سے فیصلہ کی درخواست ہے اب مولوی ثناء اللہ کو اختیار ہے۔ کہ اس کے نیچے جو چاہے لکھ دے۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے۔ اور اس میں یہ بھی لکھا کہ اے خدا۔ سچے اور جھوٹے میں فرق کردے۔ جب یہ دعائیہ درخواست حضرت صاحبؑ کی امرتسری کے پاس پہنچی۔ تو اُس نے ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار اہلحدیث میں۔ اس پر ایک طویل مضمون لکھ کر اس طریق فیصلہ سے انکار کردیا۔ اور نہ صرف انکار ہی کیا۔ بلکہ اُس کے خلاف اپنی طرف سے چند آیات قرآنی بھی معارضہ میں پیش کیں۔

اوّل تو یہ کہا۔ کہ اسطرح کا فیصلہ منہاج نبوت کے خلاف ہے + **دوم**۔ یہ لکھا۔ کہ مجھے یا کسی عقلمند کو یہ طریق فیصلہ ہرگز پسند نہیں۔ **سوم** یہ لکھا۔ کہ میرے مرنے سے لوگ مرزا صاحب کو سچا کیونکر مان لیں گے بلکہ ڈوئی اور دوسرے بعض لوگ مرزا صاحب کی زندگی میں بقول مرزا صاحب ان کی دعا سے فوت ہوگئے۔ تو ان کے مرنے سے مرزا صاحب کو کس نے صادق مان لیا۔ جو میرے مرنے سے لوگ مرزا صاحب کو سچا مان لیں گے۔ **چہارم** یہ لکھا تھا۔ کہ اس کے خلاف قرآن مجید میں آیات موجود ہیں۔ کہ سچا مرجاتا ہے۔ اور جھوٹے کو مہلت اور لمبی عمر دی جاتی ہے۔ ویمدھم فی طغیانھم یعمھون وغیرہ آیات لکھدیں۔ **پنجم** یہ لکھا۔ کہ مرزا صاحب نے جو جھوٹے کا طاعون یا ہیضہ سے سچے کی زندگی میں مرنا لکھا ہے۔ یہ فیصلہ کن نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ احادیث میں آیا ہے۔ کہ طاعون اور ہیضہ سے مرنے والا شہید ہوتا ہے۔ پس اگر میں طاعون یا ہیضہ سے مرزا صاحب کی زندگی میں مرجاؤں۔ تو الحدیث اور دیگر مسلمان مجھے تو شہید سمجھیں گے۔ ازروئے احادیث صحیحہ نہ کہ جھوٹا مفتری۔ **ششم** اخبار وطن میں لکھا۔ کہ میرے مرنے سے مجھے کیا فائدہ ہوگا نشان تو میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر میں مرگیا۔ تو میرے لئے مرزا صاحب کی صداقت کا نشان میرا مرنا کیونکر ہوسکتا ہے پس ایسا نشان ہونا چاہیئے۔ کہ میں زندہ رہ کر اس کو دیکھوں **ہفتم** اپنے مرقع قادیانی میں لکھا۔ کہ دیکھو مسیلمہ کذاب کی زندگی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے تھے۔ اور مسیلمہ کذاب زندہ رہا تھا۔ تو کیا اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کاذب سمجھے گئے۔ اور مسیلمہ کذاب صادق ہوگیا؟ ہرگز نہیں۔ **ہشتم** اپنے قوت بازو محمد دین ستوفی سے ایک اشتہار دلایا۔ جس میں مسیلمہ کذاب کے زندہ رہنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہوجانے کو بطور نظیر پیش کرکے بتایا۔ کہ یہ طریق فیصلہ حجت نہیں۔ الغرض جبکہ امرتسری نے نہایت اصرار کے ساتھ اس دعائیہ فیصلہ سے انکار کیا۔ تو ہر شخص جو ذرا بھی عقل رکھتا ہے سمجھ سکتا ہے۔ کہ آیا مرزا صاحبؑ کا مقصود بالذات ثناء اللہ کا مرجانا تھا یا ثناء اللہ کے اور اپنے درمیان صادق وکذب کا فرق ظاہر کرنا۔ پس فیصلہ تو ایسا ہونا چاہیئے تھا جو فریق مقابل پر حجت ہوسکے۔ نکہ وہ فیصلہ جو کہ مخالف قبل از صدور ہی غلط اور خلاف قرآن اور حدیث بیان کر رہا ہو۔ وہ فیصلہ اگر حسب منشاء مستغیث یعنے مرزا صاحبؑ صادر بھی ہوجاتا۔ تو بتاؤ۔ کہ اصل مقصود جو اظہار صداقت خود تھا۔ کیونکر حاصل ہوسکتا تھا۔ مثلاً فرض کرو۔ کہ مرزا صاحب کی خواہش کے مطابق ثناء اللہ ہیضہ یا طاعون سے مرجاتا۔ اور مرزا صاحب زندہ رہتے۔ تو اسپر مرزا صاحب اپنی صداقت کا اشتہار شائع کرکے یہی لکھتے نا کہ دیکھو میں نے جو خدا سے فیصلہ چاہا۔ کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں طاعون یا ہیضہ سے مرجائے۔ سو ثناء اللہ ہیضہ یا طاعون سے مرگیا۔ جس سے میرا صادق ہونا ثابت ہوگیا۔ تو کیا ایسے اشتہار کو ثنائی گروہ اور اس کے ہمخیال غیر احمدی پڑھ کر یہ جواب نہ دیتے۔ کہ مرزا صاحب کی صداقت ثناء اللہ کے مرنے سے ہرگز ثابت نہیں ہوئی۔ کیونکہ مرنے والے نے تو پہلے ہی اس طریق فیصلہ کو خدا و رسول کے قانون کے خلاف بتا کر لکھدیا تھا۔ کہ جھوٹا مہلت پاتا۔ اور اُس کی رسی دراز کی جاتی ہے۔ اور سچا اس کی زندگی میں مرسکتا ہے جس کی نظیر میں مسیلمہ کذاب کا زندہ رہنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وفات پاجانا بھی مرنے والے نے لکھدیا تھا۔ نیز قرآن مجید کی آیات سے بتادیا تھا کہ جھوٹے کی رسی دراز کی جاتی ہے۔ اور اس کو مہلت دی جاتی ہے لہٰذا بروئے مسلمات ثنائی وگروہ ثنائی وہمخیالان ثنائی مرزا صاحب کو خدا نخواستہ مہلت دی گئی ہے۔ اور ثناء اللہ نے مرکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہت پیدا کی ہے۔ اور مرزا صاحب زندہ رہ کر معاذ اللہ مسیلمہ کذاب کے مثیل ہوگئے۔ علاوہ ازیں ہیضہ یا طاعون سے ثناء اللہ نے مرکر بروئے احادیث صحیحہ شہادت کا مرتبہ پایا ہے۔ نہ کہ کاذب ہونے کا۔ پھر بتاؤ کہ اس کا فیصلہ کون کرتا۔ کہ مرزا صاحب کا زندہ رہنا اور ثناء اللہ کا مرجانا واقعی مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ہے؟ فیصلہ تو وہ چاہیئے تھا۔ جس سے اصل مقصود بالذات یعنے صداقت مرزا صاحب ایسی طرح ثابت ہوجائے۔ جو فریق مخالف اور اس کے ہمخیالوں پر حجت ہوسکے۔ اور وہ اسی طرح ہوسکتی تھی۔ کہ مرزا صاحب کی وفات ہوجائے۔ جس سے آپ بروز محمدؐ اور مثیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ثابت ہوں۔ اور ثناء اللہ زندہ رہ کر مسیلمہ کذاب کا مثیل اور بروئے آیات قرآنی مسلم غور مہلت یافتہ قرار پاتے۔ جس سے وہ انکار ہی نہ کرسکے۔ کیونکہ یہ طریق اس کا اپنا مسلمہ تھا۔ کہ مسیلمہ کذاب کی نظیر اس نے اپنی تائید میں پیش کی تھی۔ اور پھر وہ نشان بھی ایسا چاہتا تھا۔ جو زندہ رہکر اس کے مشاہدہ میں آئے۔ اور وہ یہی ہوسکتا تھا۔ کہ مرزا صاحب فوت ہوجائیں۔ اور ثناء اللہ زندہ رہکر مسیلمہ کذاب بن کر اس نشان صداقت کو اپنی مسلمات کی بناء پر خود دیکھ لے۔ مختصر آیہ عرض ہے۔ مفصل دیکھنا چاہو۔ تو ہمارے رسالے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مباہلہ سے انکار اور ثنائی فرار"۔ "فیصلہ الٰہی اور ثنائی روسیاہی"۔ "فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی"۔ فاروق الخینی قادیان سے منگا کر دیکھو ✦

یہ جواب خدا کے فضل سے مسکت خصم اور لاجواب تھا جس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ اور رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ اس لئے انگریزی لکچر اخی ام مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر کا اور بقیہ لکچر مکرمی مفتی صاحب قبلہ کا نہ ہو سکا جس کے لئے ایک دن جلسہ کا اور بڑھایا گیا۔ اور رائے صاحب بانقابہ مالک رامانھیٹر سے ۷۔ مارچ کے جلسہ کے لئے پھر تھیٹر مانگا۔ اور رائے صاحب نے بفراخ دلی ۷۔ مارچ کے لئے بھی اجازت لکچر دیدی۔ فجزاہ اللہ ✦

جلسہ کا پانچواں دن

۷۔ مارچ بروز منگل کا جلسہ بعد عصر شروع ہو کر حضرت مفتی صاحب سلمہ کا "اسلام اور عیسائیت" پر لکچر ہوا جس میں مفتی صاحب نے اپنی معلومات کا دریا سامعین کے سامنے دونوں مذاہب کے مقابلہ میں بہا دیا۔ اور ایسے مدلل طور پر یہ ثابت کیا کہ مسیحی مذہب ایک مخصوص الوقت تھا۔ ہر زمانہ کے لئے نہیں ہو سکتا۔ اور مسیح ابن مریم علیہ السلام ایک بشارت لیکر آئے تھے۔ جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی اور آپ کا زمانہ ایسا تھا۔ جیسا کہ ریل کے آنے سے پہلے بذریعہ تار خبر آجاتی ہے۔ اور لائن کلیر ہو جاتا ہے۔ کہ ریل آرہی ہے مسافر ٹکٹ لے لیں۔ اپنا اپنا اسباب سنبھال لیں وغیرہ وغیرہ مفتی صاحب یہ تمثیل انجیلی طرز پر بیان کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں مسٹر احمد مسیح نابینا عیسائی بہت سے نیم عیسائیوں کو ساتھ لیکر ہال میں داخل ہوا۔ اور آتے ہی کہا۔ کہ میں اس شرط پر بیٹھ سکتا ہوں۔ کہ مجھے بھی جواب وسوال کا موقعہ دیا جائے۔ اور اس کے لئے کم از کم ایک گھنٹہ ہو۔ جس میں دس دس منٹ سوال وجواب ہوتے رہیں۔ بحکم امیر وفد میں نے تمام حاضرین کو سنا دیا۔ کہ گو ہمارے لکچروں کے بعد سوالات کے لئے اسقدر موقعہ کسی کو نہیں دیا گیا۔ لیکن مسیح موعود کا منصب چونکہ خاص طور پر کسر صلیب ہے۔ اس لئے ہم صرف احمد مسیح صاحب مسیحی کی درخواست کو قبول کر کے ان کا منہ مانگا وقت ایک گھنٹہ سوالات کے لئے مقرر کرتے ہیں جس میں آدھ گھنٹہ ان کے لئے اور آدھ گھنٹہ جوابات کے لئے ہوگا اور اس میں دس دس منٹ ان کی خواہش کے مطابق سوال و جواب ہوں گے۔ یہ سنکر احمد مسیح بیٹھ گیا۔ اور سامعین بھی ہماری [illegible] کی درخواست منظور کرلی بہت خوش ہوئے۔

احمد مسیح کا فرار

بعد ازاں مفتی صاحب نے اپنا لکچر شروع کیا۔ ابھی قریباً پندرہ منٹ ہی بولے ہونگے۔ کہ احمد مسیح صاحب دلائل قاہرہ سے مرعوب ہو کر بھاگنے کی راہ تلاش کرنے لگے۔ اور جب مفتی صاحب کی تمثیل مسیح علیہ السلام کے متعلق گوش ہوش سنی۔ تو حواس باختہ ہو کر چیخ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور چلا کر بولے۔ کہ یہ استہزا کیا جاتا ہے۔ ہم اس کو ہرگز نہیں سن سکتے۔ اٹھو لوگو چلیں۔ مسیحی کی یہ مذبوحی حرکات اور اس کے مقلدین کا ایک اسلامی جلسہ سے اٹھ کر اس کے پیچھے پیچھے ہو جانا اہل دہلی کے لئے ایک شرمناک نظارہ تھا۔ اور حق کے غلبہ کا بدیہی ثبوت آخر احمد مسیح صاحب نابینا اپنے ساتھ وحابی گروہ کو لئے میدان سے بھاگ نکلے۔ اور یہ دوسری ذلت تھی۔ جو احمد مسیح ایس۔ پی۔ جی مشنری کے مشہور مناظر اور مشنری کو احمدیوں کے مقابلہ میں ہوئی پہلے دہلی کے بکرسٹھ ہال میں جب مسیح کی صلیبی موت پر عاجز ایڈیٹر فاروق سے سات ہفتے مباحثہ کیا تھا۔ تو آخری دن اپنے ہال میں ہم کو چھوڑ کر مباحثہ سے فرار کر گئے تھے۔ اس وقت بھی آپ کے ساتھ ایک مردہ نیم عیسائیوں کا چھوٹا سا گروہ تھا۔ اور دوبارہ ۷۔ مارچ ۱۹۱۶ء کو احمدیہ جلسہ سے باوجود منہ مانگی مراد حاصل کرنے کے کہ سوال و جواب کے لئے ایک گھنٹہ دیا جائے۔ احمدیہ دلائل قاطعہ اور اسلامیہ براہین ساطعہ کی تاب نہ لاکر بھاگا۔ اور یہ حق کا رعب اور صداقت کی فتح تھی جسپر ہم خدا کے فضل کا سچے دل سے اعتراف کرتے ہوئے اس کی حمد کے گیت گا رہے ہیں۔ جوشیلی گروہ مسیحی مذکور کے ساتھ ہو کر چل پڑا تھا۔ وہ پھر بجے بعد دیگرے آآ کر دوبارہ آبیٹھے۔ مفتی صاحب کا لکچر ناتمام تھا۔ کہ مغرب کی نماز کا وقت آگیا۔ جلسہ برخاست کر کے ہم نے نماز مغرب ادا کی۔ اور پھر بعد مغرب مفتی صاحب نے بقیہ مضمون شروع کیا۔ اختتام مضمون پر عاجز ایڈیٹر فاروق نے کھڑے ہو کر سامعین کو کہا۔ کہ احمد مسیح تو بھاگ گیا۔ باوجودیکہ اس کو اعتراض کرنے کا منہ مانگا موقعہ دیا گیا تھا۔ اب اگر کسی کو اس کی قائمقامی کی عزت حاصل ہو۔ تو وہ اٹھ کر سوال وجواب کرلے۔ مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ کہ اٹھ کر کوئی اعتراض کرے۔ مفتی صاحب کے بعد جناب مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان نے اپنا لکچر انگریزی شروع کیا۔ مگر بوجہ وقت زیادہ گذر جانے کے اور یہ سنکر کہ انگریزی لکچر ہوگا۔ سب لوگ چلے گئے تھے صرف چند انگریزی دان جنٹلمین بیٹھے رہے۔ جن کی خاطر سے مولوی صاحب نے اپنے لکچر کے جستہ جستہ مقامات سنا دیئے اور جلسہ برخاست کر دیا ✦

پیغامیوں کی شرارت

سلسلہ احمدیہ کی حاسد خلافت کی دشمن نبوت کی سنکر پیغام پارٹی نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے۔ کہ جس جگہ خدا کا محمود فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ تبلیغ سلسلہ کے لئے مبلغ بھیجتا ہے۔ اُن کی روانگی کی خبر اخبارات سلسلہ سے معلوم کر کے فوراً عدو مبین حکیم مرہم عیسیٰ کو وہاں بھیج دیتے ہیں۔ وہ دشمن خدا اور رسول گندے ٹریکٹ پراگندے مضامین کے تقسیم کر کے جھٹ پیغام جنگ میں لکھا دیتا ہے۔ کہ بہت لوگوں کو حکیم صاحب نے سمجھایا۔ وہ ان کی باتوں پر فریفتہ ہو کر حق سے بہکنے پر آمادہ ہو گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح یہ بدنصیب انسان دہلی بھی بھیجا گیا۔ اس نے چند ایک ٹریکٹ جنکا سرنہ پیر موقعہ پا کر چوروں کی طرح رامانھیٹر کے دروازے کھلے دیکھ کر جلسہ کا اجلاس شروع ہونے سے قبل گھس کر ہر ایک کرسی پر رکھ دیئے۔ جب ہمارے کارکن احباب اجلاس سے پہلے ہال میں انتظام کے لئے پہنچے۔ تو وہاں ہر ایک کرسی پر پیغامی فتنہ کے ٹریکٹ دیکھ کر حیران ہوئے۔ اور سب اکٹھے کر کے رکھ لئے۔ جو ہمارے مکرم چوہدری ابوالہاشم صاحب ایم۔ اے کی چاء پکانے کے کام آئے۔ ہم نے ان کو ضائع نہیں جانے دیا۔ کام میں لگا ہی لیا۔ دو تین دن غریب مرہم عیسے ادھر اُدھر دھکے کھا کر بے نیل مرام حسرت کے ساتھ لیتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ✦

شکریہ

ہم خداوند قدوس مالک وخالق زمین وآسمان ومافیہا کا ہر بن مُو سے شکریہ ادا کرتے ہوئے الحمد للہ رب العٰلمین کہتے ہیں۔ جس نے اپنے فضل سے اپنے ناچیز بندوں کو دینی خدمت کا موقعہ دیکر اس کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائی۔ اور ہماری راہ سے ہر ایک رد ک کو دور کیا۔ اور ہمارے لئے جو بالکل کمزور بے حقیقت مسافرانہ دہلی میں وارد تھے) تمام مشکلات کو آسان کر دیا اور کامیاب وفائز المرام اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے خدام کو بخیریت تمام واپس لایا۔ اس کے بعد ہم مقامی حکام خصوصاً مسٹر بوزنگ صاحب بہادر سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنھوں نے نہایت مہربانی سے ہمارے جلسہ کو قدم رنجہ فرما کر رونق بخشی اور پولیکل انتظام مقبول کر دیا۔

جس سے ہر ایک طرح کی مدد ہم کو ملی۔ اور بامن جلسہ ختم ہوا۔ اس کے ساتھ ہم انسپکٹر صاحب پولیس کوتوالی دہلی۔ کے شکر گذار ہیں جو اکثر اوقات جلسہ میں تشریف لاتے رہے۔ اور ہماری ہر ایک تکلیف کے دور کرنے میں مدد دیتے رہے۔ اور ہم جناب بندۂ علی صاحب سب انسپکٹر پولیس کے بھی دل سے ممنون ہیں جن کے زیر انتظام ہمارے جلسے ہوئے۔ اور صاحب موصوف ہر اجلاس میں معہ کنسٹیبلان تشریف لاکر امن وسکون کے قائم رکھنے میں پوری قابلیت اور ہوشیاری سے کام لیتے رہے۔ اور رات کے بارہ بجے تک جب تک کہ تمام سامعین اپنے اپنے گھروں کو نہ چلے جاتے۔ ہمارے سٹیج پر تشریف رکھتے رہے۔ اور ہم دہلی کے شرفا کے بھی مشکور ہیں جنھوں نے ہمارے جلسوں میں تشریف لاکر نہایت ٹھنڈے دل سے ہمارے خیالات کو سنا اور خوش ہوئے۔ خصوصاً چوہدری عبدالقادر صاحب میر منشی کمانڈر انچیف ہند۔ جو نہایت ہی نیک دل صالح نوجوان ہیں قابل ذکر ہیں۔ جو دو رہے ہمارے جلسوں میں رات تک تشریف رکھتے رہے۔ خدا تعالےٰ ان کو اس کا اجر عظیم بخشے۔ اور اعمر میں نصیب کرے۔ آمین۔ ہم رائے شیو پرشاد صاحب بانقابہ مالک رائل تھیٹر کے اس احسان کا تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انھوں نے محض ہمدردی انسانی اور اپنے وسیع اخلاق کے تقاضے سے اپنا عالیشان مکان رائل تھیٹر بلا معاوضہ مذہبی جلسوں کے لئے عطا فرمایا۔ خدا تعالےٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے ۔ آمین ۔

احمدی احباب کا شکریہ

جلسے کے انتظامی معاملات مہمانوں کی مدارات اور تقسیم اشتہارات وغیرہ ضروری کاموں میں مقامی احباب نیز بعض دیگر مقامات سے آئے ہوئے بھائیوں نے قابل قدر اخلاص اور مستعدی کا ثبوت دیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ خصوصاً دہلی کے دوستوں میں سے اخویم مکرم مرزا محمد شفیع صاحب انسپکٹر ڈاک نجات۔ و مکرمی مستری قادر بخش صاحب انجینئر رائل آئس فیکٹری کوڑیہ پل دہلی۔ ماسٹر محمد حسن صاحب آسان دہلوی اور ان کے چھوٹے بھائی عزیز محمد یحییٰ ملازم سنگر مشین کمپنی۔ مکرمی ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی اور ان کے برادر شیخ عبدالرحمن صاحب فرید آبادی۔ برادر شیخ عبدالستار صاحب ٹھیکیدار بھٹہ۔ میر سلام خان صاحب ٹھیکیدار پہاڑ گنج۔ مولوی محبوب الرحمن صاحب بنارسی۔ مستری محمد اسمٰعیل صاحب اور عزیز محمد عمر صاحب کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جنھوں نے بڑی سرگرمی اور جوش سے کار ہائے متعلقہ میں حصہ لیا۔ اور بدنی خدمت کے علاوہ قریباً روپے کے قریب مالی قربانی بھی جماعت دہلی نے کی۔ اور ہاں کفران نعمت ہوگا۔ اگر ہم اس موقعہ پر اخویم مکرم شیخ فضل کریم صاحب کا ذکر خیر نہ کریں۔ جو باوجودیکہ خرابیٔ صحت کے سبب ان دنوں ایک طویل رخصت پر اپنے وطن مالوف گئے ہوئے تھے۔ مگر جلسہ کی خبر لگنے پر علاج معالجہ اور اپنے ضروری خانگی کاروبار سب چھوڑ کر اس دینی جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے دہلی تشریف لے آئے۔ اسی طرح رامپور سے اخویم مکرم جناب خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب بھی معہ برادر قاسم علی خان صاحب وغیرہ چند احباب کے عین موقعہ پر رونق افروز ہوگئے تھے۔ آپ نے ایک معقول رقم سے مالی اعانت کے علاوہ دیگر اہم خدمات دین میں بھی کمال مستعدی و اخلاص سے حصہ لیا۔ پھر میرٹھ سے اخویم مکرم شیخ عبدالرشید صاحب آگئے تھے۔ آپ نے لنگر خانہ کے انتظام اور مہمانان میں بڑی مستعدی سے کام کیا۔ آپ میں باورچی خانہ کے انتظام کی ایک خاص قابلیت ہے۔ کہ خواہ کسی قدر مہمان آجائیں۔ کھانا وغیرہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ میرٹھ سے آپکے علاوہ اخویم مکرم منشی حامد حسین خان صاحب سررشتہ دار بھی تشریف لائے تھے۔ آپ نے بھی اس موقعہ پر دینی خدمت میں دوسرے قدم ہر طرح شرکت فرمائی ۔

ان احباب کے علاوہ خانصاحب احمد خان منتری دیانند مت کنڈن سبھا نے بھی ہال میں اجلاس کے وقت خاص انتظام سامعین کے بٹھانے وغیرہ کا کیا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو بہت بہت جزاء خیر دین و دنیا میں بخشے آمین۔

اہلحدیث کا جلسہ

ہمارے جلسوں کی کامیابی اور جماعت احمدیہ پر خدا کے فضل کا نزول دیکھ دیکھ کر علماء دہلی کے گھروں میں ماتم بپا ہوگیا۔ اور لگے ماتھا پیر چلانے۔ اہلحدیث صدر بازار دہلی کے سرگروہ مولوی عبدالوہاب نے شرارت سے شہر دہلی کے علماء اہلحدیث کو نیچا دکھانے کے لئے ہمارے خلاف ایک جلسہ کا اعلان کیا جس میں ۲۷ ایسے مقررین کے نام لکھ دئے۔ جن میں بعض محض ایجد خوان طلباء تھے۔ اور بعض پیر و نجات کے علماء اہلحدیث وغیرہ جن کے ساتھ عبدالوہاب صاحب کو سخت مخالفت تھی۔ اور بعض شہر دہلی کے غیر مقلد مولویوں کے نام درج تھے۔ جو کبھی بھی صدر بازار والے وہابی سے متفق نہیں ہوسکتے تھے۔ یہ سب نام محض عوام کو دھوکہ دینے اور احمدیوں کو اپنا پورا زور خرچ کرنے کے لئے لکھے تھے۔ ورنہ مشتہرین میں سے بہت سے مولوی عبدالوہاب مذکور کے جلسہ میں کبھی شامل ہونا پسند نہ کرتے تھے۔ اب شامل ہوئے۔ چنانچہ وہ اشتہار وہابیان صدر بازار کا یہ ہے ۔

اہلحدیث کا جلسہ۔ دہلی میں

جمیع اہل اسلام کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ یہ جلسہ بتاریخ ۲۴-۲۵-۲۶۔ مارچ ۱۹۲۷ء مطابق ۱۹-۲۰-۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ کو صدر بازار متصل عیدگاہ کہنہ میں ہونا قرار پایا ہے۔ علمائے ذیل اپنے اپنے وعظ سے عوام کو مستفیض فرمادیں گے۔ امید ہے کہ برادران اسلام ضرور شریک ہوں گے ۔

۱۔ مولوی محمد صدیق صاحب اکبر آبادی۔ ۲۔ مولوی عبدالوہاب صاحب ملتانی۔ ۳۔ مولوی احمد اللہ صاحب دہلوی۔ ۴۔ حافظ عبدالوہاب صاحب دہلوی۔ ۵۔ مولوی عبدالرحمن صاحب عمرپوری۔ ۶۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی ۷۔ مولوی عبدالغنی صاحب جودھپوری۔ ۸۔ مولوی عبدالتواب صاحب علیگڈھی۔ ۹۔ مولوی عبدالرحمن صاحب ولایتی دہلوی۔ ۱۰۔ مولوی حاجی محمد صاحب جونا گڈھی ۱۱۔ مولوی حافظ عبیداللہ صاحب اٹاوی ۱۲۔ مولوی عبدالستار حسن صاحب عمرپوری۔ ۱۳۔ مولوی عبدالستار صاحب کلانوری۔ ۱۴۔ مولوی عبدالحکیم صاحب لصیر آبادی ۱۵۔ مولوی عبدالواحد صاحب لاہوری۔ ۱۶۔ مولوی عبدالسلام صاحب دہلوی۔ ۱۷۔ مولوی بدرالحسن صاحب دہلوی۔ ۱۸۔ مولوی محمد علی صاحب میرواعظ پنجاب۔ ۱۹۔ مولوی عبدالصمد صاحب بھوپالی۔ ۲۰۔ مولوی عبدالرشید صاحب اٹاوی۔ ۲۱۔ مولوی حاجی احمد صاحب ملتانی۔ ۲۲۔ مولوی ابوبکر صاحب جونپوری ۲۳۔ مولوی قاضی سلیمان صاحب مجسٹریٹ درجہ اول پٹیالہ ۲۴۔ مولوی عبدالجبار صاحب کھتیڑوی۔ ۲۵۔ مولوی عثمان صاحب ۲۶۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ مولوی فاضل ایڈیٹر اخبار اہلحدیث۔ ۲۷۔ مولوی حافظ عبداللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری ۔

مسیح موعود احمد مہدی معہود علیہما السلام کے متعلق سچی اسلامی تعلیم کا بیان اور میرزائیوں کے خیالات کا بطلان قانون آسمانی سے کیا جائے گا ۔

نوٹ:۔ جو صاحب باہر سے تشریف لائیں ضرور ملاقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیں گے۔ اُن کے واسطے مکان کا انتظام کر لیا ہے۔ ہاں خورد و نوش و دیگر اخراجات وغیرہ کا ہر شخص کو بذات خود کفیل ہونا ہوگا۔ سو لئے علماء مدعو کے۔ والسلام

المشتہران:۔ حاجی عبداللہ ٹھیکیدار و حافظ محمد عمر مستری دہلی صدر بازار۔ متصل پرانی عیدگاہ ؛

اس اشتہار میں مولوی ابراہیم سیالکوٹی اور محمد علی بھوپڑی مولوی ثناء اللہ و عبداللہ امرتسری و قاضی سلیمان پٹیالوی کے نام صرف شہرت جلسہ کے لئے لکھ دیئے ہیں۔ کیونکہ دیگر تمام اشتہاری مولوی ایسے نہ تھے۔ کہ جن کے نام سنکر لوگ رونق جلسہ بڑھا دیتے۔ شیطان احمد علیہ السلام کے نام لکھکر ساتھ یہ اعلان کر دیا۔ کہ "مسیح موعود اور مہدی معہود علیہا السلام کے متعلق سچی اسلامی تعلیم کا بیان اور مرزائیوں کے خیالات کا بطلان قانون آسمانی سے کیا جائیگا"۔ سبحان اللہ آسمانی قانون بھی انہیں نہ مینی شخصوں کے پاس موجود ہے۔ جو دابۃ الارض ہیں۔ مگر قدرت خداوندی کا نظارہ دیکھو۔ کہ جب جلسہ منعقد ہونے کو آیا۔ تو اس کا مندرجہ ذیل پروگرام شائع کرایا۔ جس میں ۲۷ مولویوں میں سے صرف ۱۸ ہی رہ گئے۔ اور بجائے مرزائیوں کا بطلان کرنے کے حنفیوں کا ابطال کرنے کی ٹھان لی۔ اور ہمارے خلاف صرف آدھا گھنٹہ تین دن کے جلسہ میں رکھا۔ وہ بھی رات کے وقت۔ چنانچہ پروگرام ان کا یہ ہے ؛

نظام اوقات جلسہ اہلحدیث متصل پرانی عیدگاہ دہلی

اجلاس اول۔ بصدارت جناب مولانا مولوی ابوالحسن صاحب بروز جمعہ بعد نماز عصر۔ تقریر صدر ۴ بجے سے ۵ بجے تک۔

مولوی حافظ عبید اللہ صاحب اٹاوی ۵ بجے سے ۵ بجکر ۱۵ تک توحید باری تعالیٰ۔ مولوی حاجی محمد صاحب جونا گڈھی ۵ بجے سے ۶ بجے تک تعلیم محمدی ؛

اجلاس دوم بعد نماز عشاء۔ مولوی عبدالستار صاحب کلانوری۔ ۹ سے ۱۰ تک۔ رد شرک و مذہب مرزا قادیانی۔ مولوی عبدالرحمن صاحب ولایتی۔ وعظ ۱۰ سے ۱۱ تک۔

اجلاس اول۔ بروز ہفتہ بوقت صبح۔ مولوی احمداللہ صاحب ۸ سے ۹ تک اتباع سلف۔ مولوی حافظ عبدالوہاب صاحب ۹ سے ۱۰ تک۔ زہد۔ مولوی حافظ کبیر احمد صاحب میرٹھی۔ ۱۰ سے ۱۱ تک وعظ۔

اجلاس دوم بعد نماز عصر۔ مولوی عبدالاحد صاحب خانپوری ۴ سے ۵ تک تبلیغ اسلام۔

مولوی احمد صاحب ملتانی ۵ سے ۶ تک اتباع سنت

اجلاس سوم بعد نماز عشاء۔ مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب ملتانی ۸ سے ۹ تک۔ توحید باری تعالیٰ۔

مولوی حافظ عبدالستار حسن صاحب عمرپوری ۱۰ سے ۱۱ تک۔ صداقت قرآن کریم۔

اجلاس اول بروز اتوار۔ مولوی محمد علی صاحب امرتسری۔ میر واعظ پنجاب ۸ سے ۹ تک۔

مولوی عبدالحکیم صاحب نصیرآبادی۔ ۹ سے ۱۰ تک۔

مولوی عبدالرحمن صاحب ۱۰ سے ۱۱ تک بعد نماز ظہر ہر مجلس شوریٰ و تعارف احباب ؛

اجلاس دوم بعد نماز عصر۔ مولانا مولوی عبدالغنی صاحب جودھپوری ۴ سے ۵ تک وعظ۔

مولوی عبدالجبار صاحب کنہیڑوی ۵ سے ۶ تک۔

اجلاس سوم بعد نماز عشاء۔ مولوی نواب ضمیرالدین صاحب ۸ سے ۹ تک وعظ۔

مولوی عبدالرشید صاحب اٹاوی۔ ۹ سے ۱۰ تک۔

۱۰ سے ½ ۱۰ تک شکریہ گورنمنٹ اسکے بعد مجلس خلاصت

نوٹ:۔ مناظرہ کی اجازت نہیں لی۔ اگر قادیانی اجازت حاصل کرلیں۔ تو ہم تیار ہیں۔ ۱۲۔ دھلے

المشتہر:۔ حاجی عبداللہ ٹھیکیدار متصل پرانی عیدگاہ۔

لیکن حیرت ہوگی جب ہمارے ناظرین یہ معلوم کریں گے۔ کہ اس پروگرام میں بھی غلط طور پر جن مولویان دہلی و بیرونجات کے نام لکھے ہیں۔ ان میں سے بھی مولوی عبدالاحد خانپوری۔ فیر مقلد۔ اور نواب ضمیرالدین احمد دہلوی وغیرہ شامل نہیں ہوئے۔ اور بغیر ان کی رضامندی کے یہ نام اشتہار و پروگرام میں لکھ دیئے تھے۔ ایسا ہی بھوپڑی وغیرہ بھی نہیں آئے۔ اس اشتہار کے علاوہ مولوی عبدالوہاب غیر مقلد صدر بازار نے مندرجہ ذیل رقعہ ہمارے پاس بھیجا جس میں ہم کو دعوت شمولیت جلسہ بغرض رفع شکوک شبہات و مناظرہ دیجگئی تھی۔ اور وہ رقعہ یہ ہے۔ جو غیر مقلد مذکور کی علمی قابلیت اور انشا پردازی کا صحیح نمونہ ہے۔

"جناب حکیم صاحب مولوی خلیل احمد صاحب

آپ کا ضروری اعلان اشتہار ملا۔ اسواسطے آپکو اطلاع کی جاتی ہے۔ کہ جلسہ اہل حدیث ۲۴-۲۵-۲۶۔ مارچ ۱۶ء کو منعقد پایا ہے آپ کو اجازت ہے۔ جسطرح کا شک و شبہ ہو آپ رفع کر سکتے ہیں۔ ہم مناظرہ کرنے کرانے کے لئے ہر طرح تیار اور مستعد ہیں ؛

العبد۔ ابو محمد عبدالوہاب عفی اللہ عنہ صدر بازار متصل عیدگاہ کہنہ

اس رقعہ کے مطابق ہم خدا کے فضل سے غیر مقلدین کے دوسرے اجلاس میں جو رات کو پہلے دن کے جلسہ میں تھا۔ عین اس وقت پہنچے۔ جس وقت کہ پروگرام ہمارے خلاف عبدالستار کلانوری نے زہر اگلنا تھا۔ مگر جلسہ میں جا کر دیکھا۔ کہ پروگرام کے خلاف مولوی احمد اللہ نامی امام نماز غیر مقلدین کو بلا کر کھڑا کیا جس نے ختم نبوت اور وفات و حیات مسیح پر اپنے زوایدہ بیان سے سامعین کی شمع خواشی کی۔ اس کے بیان کے ختم ہوتے ہی غیر مقلدین کے پریسیڈنٹ جلسہ کو ذیل کا رقعہ لکھ کر دیا ؛

"جناب صدر جلسہ صاحب۔ ہمارے نام مولوی عبدالوہاب صاحب نے رقعہ بھیجا تھا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ کوئی شک و شبہ ہو تو آکر ہمارے جلسہ میں پیش کرو۔ اس لئے ہم حاضر ہیں۔ کیا ہم کو حسب وعدہ سوال پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی ؟ قاسم علی ۲۴-مارچ ۱۶ء

اس رقعہ کا پہنچنا تھا۔ کہ غیر مقلد پارٹی کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اور حواس اڑنے لگے۔ کوئی کہتا۔ کہ ابھی جلسہ کا پہلا دن ہے۔ کہدو کہ دو دن جلسہ کے باقی ہیں۔ پھر دیکھا جائیگا۔ کوئی کہتا۔ کہ صاف جواب دیدو۔ کہ وقت نہیں ملیگا۔ غرض گوئی کچھ اور کوئی کچھ الاپتا رہا۔ مگر سب مرعوب۔ کہ کیا کریں۔ آخر بعد مشورہ مجمع نشینان صدر جلسہ نے کہلے ہو کر ہمارے رقعہ کے جواب میں کہا۔ کہ ہم کو کسی مباحثہ مناظرہ کی اجازت نہیں ہے۔ نہ سوال و جواب کی۔ اور نہ ہی گیارہ بجے شب کے بعد ہم کو کسی جلسہ کے قائم رکھنے اور تقریر کرنے کی اجازت ہے۔ اس لئے ہم مجبور ہیں۔ کہ اب گیارہ بج چکے ہیں۔ نہ جلسہ کر سکتے ہیں نہ تقریر۔ اور نہ ہی اجازت سوال یا اعتراض و شکوک پیش کرنے کی دے سکتے ہیں۔ لہذا جلسہ برخاست ؛

اس کے بعد دوسرے اور تیسرے دن کوئی مضمون پروگرام میں ہمارے خلاف مندرج نہ تھا۔ اس لئے ہم دوسرے دن ۲۵-مارچ کو ان کے جلسہ میں نہیں گئے۔ اور ۲۶-مارچ کو ایک اشتہار بغرض حصول جواب فوراً طبع کرا کر ان کے دوسرے اجلاس میں بذریعہ رقعہ لفافہ میں ڈال کر دستی بھیجدیا۔ اور کچھ اشتہار بعد اختتام جلسہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے ؛

نقل رقعہ بنام شیخ ابو اسحاق

یہ اشتہار چونکہ منجانب شیخ ابو اسحاق عبد الصمد صاحب اعمدی خلف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ شائع ہوا تھا۔ اس لئے شیخ صاحب نے اپنا اشتہار بذریعہ رقعہ علماء غیر مقلدین کے نام بھیجا۔ اور وہ رقعہ یہ ہے۔ اور اشتہار اس کے بعد نقل کیا گیا ہے ؛

بنام مولوی احمد اللہ صاحب اہلحدیث

آپ حضرت قبلہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے خوب واقف ہوں گے۔ خاکسار کو ان کے خلف ہونے کی عزت حاصل ہے۔ اور ساتھ ہی مجھے سلسلہ احمدیہ کے ادنے خادم ہونے کی عزت حاصل ہے۔ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق چند سوالات طبع کرا کر آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ شان علماء کو مدنظر رکھ کر سنجیدگی سے جواب دیں گے۔ میں ممنون ہونگا ؛ ابو اسحاق عبد الصمد ۔ ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۲ء

اشتہار مذکور یہ ہے ؛

جاء الحق وزہق الباطل

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۔ رکوع آل عمران۔

مولوی احمد اللہ دہلوی اور دیگر مدعیان حیات و نزول مسیح اسرائیلی سے چند سوالات

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
تو اپنی پاک وصاف بناؤ گے یا نہیں
سچ سچ کہو جو بن نہ سکا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں

۲۴۔ مارچ کے جلسہ اہلحدیث واقعہ صدر بازار میں جو اجمعہ کے بعد مولوی احمد اللہ صاحب امام مسجد اہلحدیث نے تقریر فرمائی تھی ہمیں بڑا زور مولوی صاحب کا حدیث لانبی بعدی کے غلط معنوں پر تھا۔ کہ آپ بار بار یہی کہتے تھے۔ کہ لانبی بعدی میں جدید نبی کے آنے کی نفی ہے۔ قدیم نبی کی نہیں۔ مسیح اسرائیلی چونکہ قدیم نبی ہے۔ اس لئے اسکا آنا خلاف لانبی بعدی نہیں۔ نہ وہ خاتم النبیین کے خلاف ہے۔ حالانکہ ادنے طالب علم بھی جانتا ہے۔ کہ لانبی بعدی میں لا نفی جنس کی ہے۔ جو نئے اور پرانے جدید اور قدیم ہر نبی کی نفی کرتی ہے۔ اس کو جدید سے مخصوص کرنا مولوی صاحب مذکور کی علمی قابلیت کی اعلیٰ دلیل ہے۔ جو اہل علم سے مخفی نہیں۔ دوسری بات آپ نے یہ بھی فرمائی تھی۔ کہ اگر مسیح ناصری بالفرض فوت بھی ہو چکا ہو۔ تب بھی اسی کو زندہ کر کے بھیجا جائیگا۔ پس آپ کا مسیح ناصری کو بار بار طلب کرنا بتلاتا تھا۔ کہ آپ کو حقیقت حال سے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ اگر ہے تو ذیل کے سوالات آپکے سامنے بغرض حصول جواب پیش کرتے ہیں۔ جن کے جواب سے ہی مسیح ناصری کی آمد ثانی کے قائلین ان سوالات کے جواب مولوی احمد اللہ صاحب یا کسی دیگر اپنے مسلّم عالم سے حاصل کر کے بذریعہ اشتہار شائع فرما کر پبلک کو عموماً اور اس عاجز مستفتی کو خصوصاً شکوری کا موقعہ بخشیں گے ؛ اور وہ سوالات یہ ہیں ؛

کہ مسیح بن مریم علیہ السلام کو تو آپ لوگ صاحب شریعت مستقل رسول اور صاحب امت اولوالعزم نبی مانتے ہیں۔ اور بروئے قرآن مجید مسیح کو ایک کتاب انجیل اور ایک امت نصاریٰ نام کا عطا ہونا اور ان کا صرف ایک خاص قوم بنی اسرائیل کی طرف رسول کر کے بھیجا جانا جانتے ہیں۔ اور حسب عقیدہ آپ صاحبان وہ صرف تین سال عہدۂ نبوت پر فائز رہ کر اسی فرض رسالت الی بنی اسرائیل کی بجا آوری کے وقت آسمان پر جوں کے توں اٹھا لئے گئے۔ اور پھر کسی آئندہ زمانہ نامعلوم میں بقول آپکے وہ اصلاح خلق اور امت محمدیہ کی درستی اور دجال اور سوروں کے قتل اور صلیب کے توڑنے کے واسطے نازل ہونگے۔ اور امت محمدیہ کے وہ ایک امام ہوں گے۔ تو اس پر مندرجہ ذیل قابل حل سوالات ہیں ؛

اوّل :۔ وہ اب دوبارہ کس حیثیت سے نازل ہوں گے آیا اپنی حیثیت اصلی سے یا اس سے تنزل ہو کر یا ترقی پا کر؟ یا ان تینوں صورتوں سے علاوہ کسی اور صورت سے ؟

الف :۔ اگر اصلی حیثیت سابقہ پر وہ نازل ہوں۔ تو ان کا امت محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ وہی کتاب انجیل اور وہی ان کی امت نصاریٰ اور وہی رسالت و نبوت جسکا تعلق صرف بنی اسرائیل سے تھا ان کو ملیگی۔ یہ تو ان کی اصلی حیثیت سابقہ ہے ؛

ب :۔ اگر اس سے تنزل ہو کر آویں۔ تو منجملہ افراد امت محمدیہ کے ایک امتی ہونگے۔ اپنی اصلی حالت سابقہ نبوت و رسالت سے بالقطع معزول ہو جائیں گے۔ اور ان کی معزولی ہونا خلاف قرآن مجید ہے۔ کیونکہ ان کی بابت قرآن مجید میں مذکور ہے۔ جعلنی نبیاً وجعلنی مبارکا اینما کنت یعنے خدا نے مجھے نبی اور عزت والا بنایا ہے۔ جہاں میں رہوں پس وہ ہر جگہ اور ہر حالت میں نبی ہی رہیں گے۔ امتی نہ بنیں گے ؛

ج :۔ اگر وہ امتی بنکر آویں۔ اس لئے کہ آپ لوگوں کا ان کے متعلق یہ دعوے ہے۔ کہ انھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہونے کی دعا کی تھی۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو اس سے یہ لازم آئے گا۔ کہ ان کی نبوت و رسالت امت محمدیہ کے درجہ سے کم تھی۔ اسی لئے تو باوجود صاحب کتاب و امت و رسول اولوالعزم ہونے کے بھی انھوں نے امتی ہونے کی دعا کی۔ اور کوئی نبی کیا بلکہ ادنیٰ مومن بھی کبھی تنزل کی دعا اپنے حق میں نہیں کرتا۔ ترقی کی ہی دعا کرتا ہے پس مسیحؑ کا امتی ہونے کی دعا کرنا اس امر کا مثبت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا درجہ مسیح ابن مریم کی رسالت و نبوت سے افضل ہے۔ لہٰذا یا تو مسیح ابن مریم کی رسالت کو اپنے امتی ہونے کے درجے سے گھٹیا سمجھو تب انہیں امت محمدیہ میں داخل کرو۔ یا ان کی رسالت کو اپنے سے افضل جانو۔ تو ان کو امتی بنانے سے توبہ کرو ؛

د :۔ اور اگر وہ تو اصلی حیثیت نبوۃ و رسالت سابقہ سے نازل ہوں گے۔ نہ معزول ہو کر امتی بنیں گے۔ تو تیسری حالت ترقی کی ہی ہو سکتی ہے۔ اور وہ اسطرح کہ پہلے تو وہ رسولاً الی بنی اسرائیل صرف، قوم بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ اب تمام دنیا کے لئے رسول ہو کر آئیں گے۔ اور ان کا یہ دعوےٰ ہو۔ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور کافۃ للناس بشیراً ونذیراً ۔ مگر اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ تشریف لانا بھی ماننا پڑیگا۔ کیونکہ آپ کی بشارت جو مسیحؑ نے دی تھی۔ وہ حسب عقیدہ تمہارے مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں ہے۔ یعنی میرے بعد احمد آئیگا۔ مگر اس حالت میں تو احمدؐ کے بعد مسیحؑ آتا ہے۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسیح کی اس حیثیت سے تشریف لانے پر خاتم النبیین بھی نہیں رہتے۔ بلکہ مسیح ابن مریم خاتم النبیین قرار پائینگے جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ مسیحؑ کو آسمان سے اتارنے والو! ذرا ان سوالوں میں غور کرو۔ اور سوچکر بتاؤ۔ کہ کس شان سے تم مسیح کو دوبارہ بلانا چاہتے ہو ؛

دوم ۔ لوازمات رسالت و نبوت سے ہے کہ خدا تعالےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی وحی جلی بذریعہ جبرائیل انبیاء کو ملتی ہے۔ اور اس وحی پر ایمان لانا ہر ایک مومن کا فرض ہے۔ اور نبی کی وحی کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔ اب مسیحؑ کے دوبارہ تشریف لانے پر خدا کی وحی ان کے پاس بذریعہ جبرائیل آئے گی یا نہیں۔ اگر آئے گی۔ تو اس پر تمہارا ایمان لانا ضروری ہوگا یا نہیں؟ اور اگر کوئی اس وحی منزل کو نہ مانے۔ تو وہ کافر کہلائیگا یا نہیں؟ اگر کافر کہلائیگا۔ تو جبکہ قرآن شریف کی وحی کے ماننے پر بھی وہ کفر سے نہ بچا۔ تو بتاؤ۔ کہ بعد نزول قرآن وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہوا یا نہیں؟ اگر جاری ہوا اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہوا۔ اور اس کے انکار سے کفر لازم آیا۔ تو بتاؤ کہ تمہارا قرآن مجید کو ماننا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کچھ بھی مفید نہ ہوا۔ جبکہ مسیح ابن مریم کی آمد ثانی پر جو وحی نازل ہوگی۔ اس کے انکار سے تم کافر ہو جاؤ گے؟ اور اگر کافر نہ ہوگے۔ تو وہ وحی بھی وحی نبوت نہ ہوگی۔ بلکہ معمولی درویشانہ وصوفیانہ الہام ہوگا۔" جسکا دعوی مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنے بیان میں کیا تھا۔ کہ مجھے بھی الہام ہوتا ہے اور شہد کی مکھی کو بھی وحی ہوتی ہے" جس سے مسیح کی نبوت کے لوازمات کا مسیح سے منفک (علیحدہ) ہونا لازم آئیگا۔ اور یہ حالت ان کی سخت تنزل کی ہوگی۔ اور وہ مبارک اور نبی نہ ہونگے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا۔ کہ وجعلنی نبیاً وجعلنی مبارکاً این ما کنت۔ سوم۔ مسیح ابن مریم کی زبان توعبرانی یا سریانی تھی۔ اور دین اسلام و شریعت محمدیہ و قرآن شریف عربی زبان میں ہیں۔ اب جبکہ وہ نازل ہونگے۔ تو اس غیر زبان کو جو کہ ان کے لئے اجنبی ہے کس طرح حاصل کریں گے۔ آیا آسمان سے ہی عربی زبان سیکھ کر آئیں گے۔ یا بذریعہ جبرائیل انپر دوبارہ قرآن مجید بزبان سریانی یا عبرانی نازل ہوگا۔ یا کچھ عرصہ نازل ہونے کے بعد وہ علمائے وقت کی شاگردی کر کے بذریعہ تعلیم و تعلم عربی سیکھیں گے۔ جو شق آپ پسند کریں۔ اسکا ثبوت قرآن مجید یا احادیث صحیحہ سے پیش کرنا ہوگا۔ قیاسات و اقوال الرجال سے استدلال نہ فرمائیں۔ اور ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ (یعنے ہم نے جتنے رسول بھیجے۔ ان کی زبان وہی ہوتی تھی۔ جو اس قوم کی ہوتی۔ جس کی طرف وہ رسول بنا کر بھیجے جاتے تھے) کو بھی یاد رکھیں۔ نہ نکریں کے سوال و جواب پر اسکا قیاس کریں۔ جو بعد الموت وہ قبر میں میت سے کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ سوال و جواب عالم اسباب کے نہیں۔ عالم ثانی میں کئے جاتے ہیں۔

سر دست یہ چند سوالات عرض کئے جاتے ہیں جو قائلین آمد ثانی مسیح اسرائیلی علیہ السلام پر وارد ہوتے ہیں۔ جبتک ان کے جوابات آپ قابل توجہ نہ عطا فرمادیں۔ اس وقت تک مسیح ناصری کی آمد ثانی کا قائل نہ ہوں۔ والسلام علی من اتبع الھدی ؛

المشتہر:۔ خاکسار شیخ ابو اسحاق عبد الصمد خلف جناب مولانا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر شاگرد آلہ بٹالہ (متعنا اللہ بطول حیاتہ) جو فرقہ اہلحدیث کے سب سے پرانے محسن اور مربی ہیں۔ اور شیخ الکل دہلوی کے ممتاز اور بایۂ ناز شاگرد رشید ہیں"؛

رات کو ہم بھی اس خیال سے کہ ہمارے اشتہار کا جواب یہ طائفہ اہلحدیث دیگا۔ جلسہ میں گئے۔ اور گیارہ بجے تک جو بقول صدر جلسہ جلسے کے اختتام کا وقت تھا۔ بیٹھے رہے۔ مگر کسی وہابی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ اشتہار کے متعلق لب ہلاتا۔ اس لئے ہم اٹھ کر چلے آئے۔ ہمارے ساتھ بہت سے دیگر سامعین بھی باہر نکل آئے جن میں ہم نے اسی اشتہار کو باہر آکر تقسیم کیا مگر جواب جلسہ میں نہ دیا گیا۔ آخر دوسرے دن ہم نے مولوی احمد اللہ غیر مقلد کے فعل استدلال کے رد میں جو مسئلہ ختم نبوت کے اس نے کیا تھا۔ یہ اشتہار طبع کر کے شائع کیا ؛

جلسہ اہلحدیث واقعہ صدر بازار دہلی کی کیفیت
اور
مسئلہ ختم نبوت کی حقیقت

(۱)

۲۰۔ مارچ ۱۹۱۶ء کو دہلی کے بازاروں میں ایک اشتہار بجناب حاجی عبد اللہ ٹھیکیدار مشتہر ہوا تھا جسمیں ۲۷ علماء اہلحدیث وغیرہ کے نام درج کر کے لکھا گیا تھا۔ کہ واقعہ ۲۴ تا ۲۶ تاریخ ۱۶ء ۲۷ علماء دہلی اور بیرونجات "مسیح موعود اور مہدی معہود علیہما السلام کے متعلق سچی اسلامی تعلیم کا بیان اور مرزائیوں کے خیالات کا بطلان قانون آسمان سے" کریں گے۔ ان ۲۷۔ اشتہاری علماء میں صرف پانچ دہلی کے اور ۲۲ بیرونجات کے تھے۔ یہ جلسہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس کامیاب اور منیظر جلسے کے جواب میں جو ۳۔ نفایت تا ۷ مارچ پانچ یوم تک دہلی کی مشہور اور عالیشان عمارت رائل تھیٹر میں بڑی شان و شوکت سے ہوتا رہا۔ قرار دیا گیا تھا۔ ایسی حالتمیں جبکہ ہر ملک کے لوگوں کی نظریں اپنے اپنے علماء کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ اہل دہلی ان ۲۷۔ علماء کی کمیٹی کا بیقراری سے انتظار کر رہے تھے۔ کہ آخر وہ دن آگیا۔ کہ جلسہ منعقد ہو۔ لیکن بعد نماز جمعہ جلسہ کا پروگرام اسی حاجی عبد اللہ ٹھیکیدار کی طرف سے چھپکر تقسیم ہوا۔ اس نے منتظرین کی آرزوؤں پر یک لخت پانی پھیر دیا۔ کیونکہ اس پروگرام میں منجملہ ۲۷۔ علماء مشتہرہ کے صرف ۱۸ باقی رہ گئے تھے۔ اور جلسہ کی جو غرض اشتہار میں درج تھی۔ وہ روحفیہ سے تبدیل کر دیگئی تھی۔ سلسلہ احمدیہ کے خلاف تین دن کے جلسہ میں صرف آدھا گھنٹہ ۲۴۔ مارچ کے دوسرے اجلاس میں بعد نماز عشاء رکھا گیا تھا۔ اس کے سوا پروگرام میں کوئی مضمون ہمارے متعلق درج نہ تھا۔ اور ساتھ ہی ایک نوٹ پروگرام کے حاشیہ پر لکھا۔ کہ "مناظرہ کی اجازت نہیں ملی۔ اگر قادیانی اجازت حاصل کر لیں۔ تو ہم تیار ہیں"۔ اس کی ضرورت کیوں ہوئی؟ اس لئے کہ بعد اشتہار جلسہ مولوی عبد الوہاب سرگروہ اہلحدیث صدر بازار دہلی نے اپنی قلم سے ایک رقعہ لکھ کر ہمارے نام بدیں مضمون دستی ارسال کیا تھا۔ کہ "جلسہ اہلحدیث ۲۴-۲۵-۲۶ مارچ ۱۶ء کو منعقد پایا ہے۔ آپ کو اجازت ہے۔ جسطرح کا شک و شبہ ہو۔ آپ رفع کر سکتے ہیں۔ ہم مناظرہ کرنے کیلئے ہر طرح تیار و مستعد ہیں"۔ اس رقعہ کے ذریعہ چونکہ ہمکو چیلنج مناظرہ اور اجازت رفع شکوک دیگئی تھی۔ اس لئے پروگرام میں یہ نوٹ لکھنا پڑا۔ کہ "مناظرہ کی اجازت نہیں ملی"۔ بہرحال یہ ۱۸ مولویوں کا اجتماع بھی جو ظاہر تو مجمع بہم جسیماً اور بباطن قلوبہم شتی کا پورا مصداق تھا۔ قابل دید تھا۔ گو ہم پہلے سے جانتے تھے۔ کہ بیالکوٹی و امرتسری و بہوپڑی و پٹیالوی وغیرہ احمدی سلسلہ کے اشد مخالفین کا نام محض جلسہ کو رونق دینے کے لئے لکھا گیا ہے۔ ورنہ اس زمانہ میں ایسے خدا ترس علماء کہاں ہیں۔ جو اپنے خرچ و خوراک اور زادِ راہ پر وعظ گوئی کے لئے جائیں۔ بالآخر کچھ تو پروگرام نے اور رہا سہا جلسہ کے آغاز و انجام نے اس حقیقت کا پورا انکشاف کر دیا۔ اور یہ سب کچھ الٰہی تصرف سے تھا۔ جسپر ہم الحمد للہ کہتے ہیں ؛

ہمارے جو لکچر دہلی میں ہوئے۔ ان لکچروں کے اشتہاروں میں ہم نے کھول کر لکھ دیا تھا۔ کہ کوئی مباحثہ یا مناظرہ نہیں ہوگا۔ تاہم جب ہم کو آریہ صاحبان اور مولوی سید عبد السلام صاحب نبیرہ مولوی سید نذیر حسین صاحب متوفی نے چیلنج دیا۔ تو ہمارا مذہبی فرض تھا۔ کہ مناظرہ کی ان دعوتوں کو لبیک کہیں۔ آریہ سماج اور مولوی سید عبد السلام صاحب کے چیلنج کو قبول کر کے ہم نے شرائط مناظرہ میں یہ امر لازمی قرار دیا تھا۔ کہ مولوی سید عبد السلام و آریہ صاحبان مقامی حکام سے مباحثہ کی اجازت لیں۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے محض اپنے احسان سے مذہبی آزادی عطا کی ہے۔ اور ہر شخص تحریر اور تقریر سے اپنے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ اور دوسرے مذہب کا مقابلہ معقول اور شائستہ طریق سے کرنے کا مجاز ہے مگر ہمارے سلسلہ کا طریق یہی رہا ہے۔ کہ وہ امن عامہ کو قائم رکھنے میں ہر مفید طریق اور تجویز کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کے لئے ایک خاص میموریل طیار کیا تھا۔ اور مذہبی دنیا میں امن وسکون پیدا کرنے کے لئے آپ نے پیغام صلح لکھا۔ اور اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی جانشین اور خلیفہ ثانی نے لاہور میں اس پیغام کی تجدید کی۔ اور آپ کا منشاء ہے۔ کہ مختلف مذاہب کے لیڈروں کو جمع کر کے مذہبی دنیا میں امن اور ٹالرنس پیدا کرنے کے لئے ایک خاص سوسائٹی قائم کی جائے۔

غرض دہلی میں مناظروں کے چیلنج کو قبول کرنا تو ہماری غیرت دینی کا تقاضا تھا اور جو کوئی بھی ہمیں ایسا چیلنج دے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ خود چیلنج کرنا ہمارے عملی طریق میں نہیں ہے۔ پس جن لوگوں نے ہمیں چیلنج دیا۔ ہم نے ان کو یہ کہہ کر لکھدیا۔ کہ سرکاری اجازت کے بعد وہ احقاق حق کے لئے بیشک معقول اور پیش کردہ شرائط پر ہمیں آمادہ پائیں گے۔ ابھی آریہ صاحبان اور مولوی عبدالسلام صاحب کے چیلنج کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ کہ مولوی حافظ عبدالوہاب صاحب بانی جلسہ اہل حدیث نے اپنے خاص رقعہ کے ذریعہ جسکا ذکر اوپر لکھا گیا۔ ہمیں چیلنج مناظرہ و اجازت رفع شکوک عطا فرمائی لیکن پروگرام کے نوٹ سے مناظرہ کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ اہلحدیث کو اجازت نہیں ملی۔ مگر جلسہ کی اہمیت اور مولوی عبدالوہاب صاحب کی طرف سے رفع شکوک کی اجازت ہمیں جلسہ میں لیگئی۔ اور ہم ۲۴۔ مارچ کو ½ ۹ بجے شب کے جلسہ میں پہنچے۔ وہاں جاکر کیا دیکھا؟ جو اشتہار میں تھا وہ پروگرام میں نہ پایا۔ اور جو پروگرام میں پڑھا وہ جلسہ میں نہ دیکھا۔ ساری کایا پلٹی ہوئی تھی۔ یعنے جن علماء کے پروگرام میں نام باقی رہ گئے تھے۔ ان میں سے بھی کئی مولوی بیرونی و دہلوی شامل جلسہ نہ ہوئے۔ جن کی بجائے بعض طلباء کو لگایا گیا۔ جس وقت ہم پہنچے۔ اس وقت پروگرام کے مطابق مولوی عبدالستار صاحب کلانوری نے ۹ بجے تک "رد شرک و رد مذہب مرزا قادیانی" پر دو مضمون ایک گھنٹہ میں بیان کرتے تھے۔ مگر جو عالم بیان کر رہے تھے وہ اپنے مضمون کے دوسرے جزو پر کچھ گویا ہوئے معلوم نہیں کیا باعث ہوا۔ ان کے بعد خلاف پروگرام مولوی احمداللہ صاحب امام مسجد اہل حدیث دہلی کھڑے کئے گئے۔ جنکا کوئی مضمون اس دن کے جلسہ میں نہ تھا۔ دوسرے دن کے اجلاس اول میں صرف "اتباع سلف" پر ان کی تقریر تھی۔ یہ وقت مولوی عبدالرحمن صاحب لاہیتی کے وعظ کا تھا۔ جو ان کو نہ دیا گیا۔ اور مولوی احمداللہ صاحب کو کھڑا کیا۔ ہمیں یقین تھا۔ کہ وہ اپنے مذہبی تقدس کو مدنظر رکھ کر مولوی عبدالرحمن صاحب کی جگہ وعظ فرمائیں گے۔ مگر انھوں نے وائتی صاحب کے مضمون کو چھوڑ کر یا بھولکر سلسلہ احمدیہ کے خلاف تقریر شروع کی۔ وہ تقریر کیا تھی۔ اور کیسی تھی؟ اسکا اندازہ مختصراً ذیل کے نوٹوں سے ہو جائیگا۔ جو آپکے لکھکر کے ہم نے لئے۔ خدا ترسی اور تقویٰ سے کام لینے والے مسلمان انصافاً انپر غور کریں۔ تو انپر کھل جائیگا۔ کہ حق کیا ہے؟

خاتم النبیین

مولوی صاحب نے اول آیت خاتم النبیین کی تفسیر فرمائی۔ اور بتایا۔ کہ خاتم کے معنی ہیں "مایختم بہ" یعنی وہ آلہ جس سے کسی پر مہر کی جائے۔ اور النبیین میں الف لام استغراق کا ہے۔ جس سے کوئی نبی باہر نہیں ہو سکتا۔ پس آیت کے معنی یہ ہوئے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ہیں۔ اور سب نبیوں کے آلہ مہر۔ اور اسکا مطلب یہ فرمایا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سلسلہ نبوت کامل کر دیا۔ اور ختم کر دیا۔ اب کوئی نبی آپکے بعد نہیں آسکتا۔ یہ ہے آپکی تقریر متعلق خاتم النبیین کا خلاصہ ۔

اس تفسیر کو سنکر ہمیں حیرت اور تعجب ہوا۔ کہ دعوے تو مولوی صاحب کا تھا۔ لن یبعث اللہ من بعد رسولا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور دلیل اس کی دیتے ہیں۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور سب نبیوں کی مہر۔ طرفہ اللہ کیا دعوے اور دلیل میں مناسبت ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جس حال میں خاتم کے معنے خود مولوی صاحب نے "مایختم بہ" یعنی "مہر یا آلہ مہر" فرمائے ہیں۔ تو اس دلیل کو آپکے اس دعوی سے کہ "محمد کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا" کیونکر مطابقت ہوتی ہے۔ مولوی صاحب! خدا کے لئے ذرا تو غور کرو۔ اور سوچو دعوے تو آپ کا یہ ہے۔ کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا" جب پوچھا جائے۔ کہ کیوں نہیں آسکتا؟ تو آپ دلیل بیان کرتے ہیں۔ کہ چونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور سب نبیوں کی مہر۔ اس لئے کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیا یہی دلیل ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہ آنے کی۔ اور اسی کا نام تقریب تام ہے؟ افسوس صد افسوس! بہلا یہ تو فرمائیے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مہر انبیاء ہونے سے آپ کے بعد نبی کا آنا کسطرح ممتنع اور محال ہو گیا۔ کیونکہ لفظ خاتم جو تا کی زبر کے ساتھ قرآن مجید میں ہے۔ اس کے معنے خاتمہ کرنا یا کاٹ دینا یا کامل کرنا یا انتہی کرنا دنیا بھر کی کسی لغت میں نہیں۔ جب تک آپ کسی مستند عربی لغت سے خاتم بفتح التاء کے معنے اپنے مدعا کے موافق نہ دکھائیں۔ اس دعوے بے دلیل کو دنیا کے سامنے عموماً اور ہمارے روبرو خصوصاً زبان پر نہ لائیں ۔

دیکھو! آپ کی اس تفسیر بالرائے اور خود ساختہ عقیدہ پر اور بھی سخت اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ جنکو اٹھانا آپ کا فرض ہے اور وہ یہ ہیں ۔

اوّل ۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ "آلہ مہر یا مہر" ہیں۔ یعنے آپکا وجود باجود نبیوں پر مہر کرنے کا آلہ ہے۔ تو بتلائیے تو سہی۔ کہ کن نبیوں کے لئے آپ مہر یا آلہ مہر ہیں؟ **الف** ۔ آیا اپنے سے پہلے نبیوں کے **ب** یا اپنے سے بعد کے نبیوں کے **ج** ۔ یا ہر دو زمانے کے انبیاء کے؟

اگر النبیین سے مراد صرف آنحضرت ۲ سے پہلے کے انبیاء ہیں اور آپ اپنے سے سابقہ نبیوں کے آلہ مہر یا مہر ہیں تو اس حالت میں آپ سے بعد آنیوالے نبی کے لئے آیت خاتم النبیین مانع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خاتم کا تعلق انبیاء سابقین سے ہے نہ بعد والوں سے۔ اور اگر النبیین سے مراد آپ سے بعد آنے والے انبیاء ہیں۔ تو اس صورت میں آپکے بعد انبیاء کا آنا جائز اور ممکن ہوا۔ اور اگر النبیین سے مراد ہر دو زمانے کے انبیاء ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماقبل اور مابعد والے انبیاء تو پھر بھی حضور انور (فداہ روحی) کے بعد نبیوں کے آنے کا امکان ہو گیا۔ اور لفظ خاتم کسی طریق سے بھی نبیوں کے آنے کا مانع نہ ہوا ۔

دوم ۔ خاتم کے معنی جبکہ "مایختم بہ" مہر یا آلہ مہر کے ہیں۔ تو ذرا کھولکر فرمائیے۔ کہ مہر ہونے سے کیا مطلب ہے آیا آپ انبیاء کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کو خاتم الانبیاء یا نبیوں کی مہر کہا جاتا ہے۔ یا اس سے کچھ اور غرض و مقصد ہے۔ آخر اس مہر کا مدعا کیا؟ اگر مہر سے مراد تصدیق انبیاء ہے۔ تو اس سے آپکے بعد نبیوں کے آنے نہ آنے کو کیا تعلق؟ اور اگر مہر سے مراد کچھ ایسی چیز ہے جو بعد آپکے نبیوں کو آنے سے روک دیتی ہے۔ تو اسکا کھولکر بیان کریں۔ اور یہ خوب یاد رکھیں۔ کہ تمام دنیا میں کوئی مہر کسی شے پر اس غرض سے نہیں لگائی جاتی۔ کہ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہر شدہ شے کا خاتمہ کردے۔ ہر ایک مہر خواہ عدالت کی ہو یا کارخانوں کی بوتلوں کی ہو یا ڈاکخانوں کی لاکھ کی ہو یا سیاہی کی دستاویزات کی ہو۔ یا کتابوں کی، روپیوں کی ہر یا پیسوں کی۔ پارچات پر ہو یا کاغذات پر۔ محض تصدیق کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی مہر آج تک نہ ہوئی اور نہ آئندہ ہو جس کی غرض و غایت شی مختوم کا خاتمہ کرنا یا بند کرنا یا کاٹ دینا یا کامل کرنا ہو۔ اگر الحدیث پارٹی نے کوئی ایسی مہر ایجاد کی ہے۔ یا دیکھی یا سنی ہے۔ یا حدیث میں پڑھی ہے۔ تو بیان کریں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نبیوں کی مہر (یعنی خاتم النبیین) ہونا اس امر کا مقتضی نہیں۔ کہ آپکے بعد کوئی نبی امت محمدیہ میں سے نہ آئیگا۔ کیا خیر الامتہ یہود و نصاریٰ دجال و ضال بننے کے واسطے سب سے آگے ہے۔ اور مسیح و مہدی اور ابراہیم موسیٰ بننے کے ناقابل۔ عجیب خیر الامتہ ہے ؎

سوم۔ آیت محولہ میں ایک لفظ لاکن بھی ہے۔ جو دفع وہم سامع کے لئے آتا ہے۔ سو براہ مہربانی بتائیں کہ ما کان محمدٌ ابا احد من رجالکم سے سامع کو کیا وہم پیدا ہوا تھا جو حرف استدراک لاکن لایا گیا؟ اور اس وہم کا ازالہ لاکن کے جملہ ما بعد رسول اللہ و خاتم النبیین سے کیونکر ہوا (۱) رسول اللہ کا لفظ کس وہم کے ازالہ کے لئے فرمایا۔ اور (۲) خاتم النبیین کا کس غرض کے واسطے آیا؟ خوب تفسیروں اور کتابوں کو ٹٹول کر باہمی مشورہ کے بعد فرماویں۔ ایسا نہو کہ جلدی میں جواب دے بیٹھیں محققانہ جواب مطلوب ہیں۔ اول تعیین وہم کریں۔ جو ما قبل سے سامع کو ہو سکتا ہے۔ بعد ازاں اس کے ازالہ کو بتائیں۔ کہ ان دو جملوں رسول اللہ اور خاتم النبیین سے کیونکر ہوا۔ مگر پہلے ازواجہ امہاتہم کو پڑھ جائیں ؎

لا نبی بعدی

دوسری دلیل آپ نے اپنے خیال میں حدیث لا نبی بعدی سے پیش کی کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی جدید نہیں آسکتا۔ مگر مسیح ناصری علیہ السلام آسکتا ہے۔ کیونکہ وہ قدیم نبی ہے" یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ جب آپ پوری حدیث پیش کریں گے۔ اس وقت آپ کو حقیقت سے آگاہی ہو جاوے گی۔ سر دست اس جزو سے جو استدلال آپنے کیا ہے۔ اس پر ہمارا اعتراض ہے کہ لا نبی بعدی میں نبی نکرہ واقع ہوا ہے۔ اور اسپر لا نفی جنس کی ہے۔ جب نکرہ پر نفی جنس کی واقع ہو۔ تو اہل علم تو کیا ادنےٰ طالب علم بھی جانتا ہے۔ کہ تمام اجناس کی نفی ہو جایا کرتی ہے۔ سو آپ فرمایئے۔ کہ مسیح اسرائیلی۔ اس لفظ نبی نکرہ میں داخل ہے یا نہیں؟ اگر داخل ہے۔ تو لا نفی جنس میں بھی شامل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں۔ تو دلیل بتاؤ۔ اور اگر ہے۔ تو پھر کوئی قدیم نبی لا نبی بعدی کی موجودگی میں کیونکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آسکتا ہے؟ ذرا غور فرمایئے تو سہی۔ اس کے جواب کی تیاری کریں اور انشاء اللہ تیسرا اشتہار حیات و وفات مسیح ناصری علیہ السلام کے ان دلائل کی تردید میں آتا ہے۔ جو آپنے تقریر میں بیان کئے تھے۔ اور ۲۶۔ مارچ کو ایک اشتہار منجانب ابو اسحاق عبد الصمد صاحب خلف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کی خدمت میں بغرض حصول جواب ارسال ہو چکا ہے۔ اس کے تقاضہ سے بھی سبکدوش ہوں

نوٹ:۔ آیت خاتم النبیین کی مفصل و مکمل بحث کے لئے "رسالہ النبوۃ فی خیر الامۃ" انعامی ایک ہزار روپیہ اور لا نبی بعدی کی مکمل بحث کے واسطے "رسالہ ختم نبوت کی حقیقت" انعامی یکصد روپیہ ملاحظہ کرو۔ اول کی قیمت ۶ر۔ دوم کی ۱۰ر بمع محصول ڈاک ہے۔ ملنے کا پتہ فاروق بک ایجنسی قادیان۔ ضلع گورداسپور ؎

المشتہر:۔ مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلے

۲۷۔ مارچ ۱۶ء

مندرجہ ذیل تیسرا اشتہار ۳۱ مارچ کو لکھ کر شائع کیا جس میں مسئلہ حیات مسیح کے متعلق مولوی احمد اللہ الحدیث کے دلائل کی حقیقت کھولی گئی ہے ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جلسہ اہلحدیث کی کیفیت اور حیات مسیح کی حقیقت

(۲)

ہم اشتہار مورخہ ۲۷۔ مارچ ۱۶ء میں جلسہ اہلحدیث صدر بازار کی کیفیت اور مسئلہ ختم نبوت کی حقیقت کا مختصر حال لکھ چکے ہیں۔ اب اس اشتہار میں علماء اہلحدیث کے جلسہ میں جو حیات مسیح پر دلائل دئے گئے تھے۔ اس کی حقیقت بیان کرکے مولوی احمد اللہ صاحب کے اس کے جواب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر مولوی صاحب جواب سے عجز ظاہر کریں۔ تو پھر ہر ایک شخص کو اجازت ہے۔ کہ وہ اسکا جواب دے۔ مگر مجیب کوئی عامی نہ ہو۔ اہل علم سے ہونا چاہیئے تاکہ لوگوں کو کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں دقت نہو

حیات مسیحؑ

مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنے اس عقیدہ کے ثبوت میں کہ عیسیٰ بن مریم زندہ بجسم خاکی آسمان پر اٹھائے گئے اور اب تک وہ اسی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور کتنی علوم زمانہ میں آسمان سے خاکی جسم کے ساتھ دنیا میں نازل ہونگے۔ مندرجہ ذیل دلائل دیئے ؎

پہلی دلیل:۔ آپنے وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ سے دی اور فرمایا۔ کہ حیات مسیح پر یہ نص ہے۔ اسکا ترجمہ کیا۔ کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے لیکن ایمان لائیگا وہ ساتھ اس کے۔ (یعنی مسیحؑ کے) اس کی موت سے پہلے (یعنے مسیحؑ کی موت سے پہلے) پس ثابت ہوگیا۔ کہ مسیحؑ ابھی زندہ ہے۔ فوت نہیں ہوا۔ کیونکہ تمام اہل کتاب کل اس پیشگوئی کے مطابق مسیحؑ کی موت سے پہلے ایمان لانا ضروری ہے۔ اور وہ اب تک ایمان نہیں لائے۔ لہذا واجب ہوا۔ کہ مسیحؑ اس وقت تک فوت نہ ہو۔ جب تک تمام اہل کتاب اس پر ایمان نہ لے آئیں۔ بنا بریں وہ نازل ہوگا۔ اور یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ کہ سب کے سب اہل کتاب اسپر ایمان لے آئیں گے۔

اوّلاً۔ ہمارا جواب اس کے متعلق یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب نے یہ ایسی دلیل پیش کی ہے۔ جس میں ان کے خلاف مدعا معانی کا ناقابل حل احتمال ہے۔ اور وہ اسطرح کہ تفسیر کشیرہ کو دیکھو جنہوں نے کی ضمیر اور موتہ کی ضمیر پر کسقدر مختلف اقوال ہیں۔ کوئی بہ کی ضمیر کو قرآن مجید کی طرف پھیرتا ہے۔ اور کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کوئی مسیحؑ کی طرف۔ ایسا ہی موتہ کی ضمیر کو کوئی مسیحؑ کی طرف پھیرتا ہے۔ اور کوئی اہل کتاب کی طرف۔ اور اہل کتاب کیطرف پھیرنے والے اس کی دوسری قرأۃ قبل موتہم کو جو مشہور قرأۃ ہے۔ اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ پس جس حال میں ان ہر دو ضمائر کے مرجعات میں اسقدر اختلاف ہے۔ تو پھر یہ دلیل حسب قاعدہ مسلمہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ دلیل ہی کیونکر ہو سکتی ہے ؎

ثانیاً۔ نزول قرآن مجید و بعثت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لیکر تا قیامت کوئی نبی انبیاء سابقین میں سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ جسپر محمد صلعم کو چھوڑ کر ایمان لانا ضروری اور باعث نجات ہو۔ مثلاً اگر کوئی یہودی آج مسیحؑ پر ایمان لے آئے۔ یا کوئی آریہ موسیٰ و ابراہیمؑ پر ایمان لے آئے۔ تو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ قرآن مجید اور محمد صلعم پر ایمان نہ لائے۔ اس صورت میں

تمام اہل کتاب کا مسیحؑ پر ایمان لانا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا مسیحؑ پر ایمان لاکر وہ داخل اسلام ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہاں محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے تمام انبیاء سابقین پر لازماً ایمان لانا پڑتا ہے۔ کیونکہ آپؐ جملہ انبیاء سابقین کے مصدق ہیں۔ مگر مسیحؑ یا موسیٰؑ پر ایمان لانے سے محمد صلعم پر ایمان لانا لازم نہیں ہو جاتا۔ جیسا کہ مشاہدہ موجود ہے۔ کہ ایک یہودی موسیٰؑ پر ایمان لاتا ہے۔ مگر آنحضرتؐ پر ایمان نہیں لاتا۔ ایسا ہی ایک عیسائی مسیحؑ پر ایمان رکھتا ہے۔ مگر آنحضرتؐ کو نہیں مانتا۔ لیکن ایک مسلمان جو آنحضرتؐ کو مانتا ہے۔ اس کو لازماً موسیٰؑ و عیسیٰؑ پر ایمان لانا ضروری اور فرض ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تمام اہل کتاب کا نبوت محمدیہ کے زمانہ میں جو قیامت تک دراز ہے مسیحؑ اسرائیلی پر ایمان لانا محض فضول اور بے معنی بات ہے جسکا نتیجہ وہی کفر کا کفر ہے۔ نہ مسلمان ہو کر مومن بنا۔ پس مولوی صاحب کا آیت کے یہ معنی کرنا کہ سب اہل کتاب مسیحؑ کی موت سے پہلے مسیحؑ پر ایمان لے آئیں گے۔ بالکل غلط ہے ۔

ثالثاً ۔ مولوی صاحب بتلائیں۔ کہ اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ دونوں ہیں۔ یا صرف یہودی؟ اگر دونوں ہیں۔ تو اُن کا ایمان لانا مسیحؑ پر کس قسم کا ہوگا؟ اسوقت یہودی تو مسیحؑ کو معاذ اللہ جھوٹا نبی کہتے اور عیسائی خدا کا بیٹا اور خدا بتلاتے ہیں۔ اب دونوں جو مسیح کے نازل ہونے پر مسیحؑ پر ایمان لائیں گے۔ تو یہی ایمان لائیں گے۔ کہ یہود مان لیں گے۔ مسیحؑ سچا نبی اور خدا کا رسول ستباز تھا۔ اور عیسائی اس کو بجائے خدا کا بیٹا اور خدا ہونے کے خدا کا برگزیدہ رسولؑ اور نبی مثل دیگر انبیاء کے مانتے لگیں گے۔ اور اس سے زیادہ کیا مانیں گے؟ بھلا فرمائیے تو سہی۔ کہ اس قسم کا ایمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے پر بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیا ایک یہودی ایک عیسائی جب قرآن مجید کو خدا کی کتاب اور محمد صلعم کو خدا کا صادق رسولؐ مان لے۔ تو اس کو ساتھ ہی یہ ایمان بھی حاصل ہو جائیگا یا نہیں۔ کہ مسیحؑ بھی دوسرے رسولوں نبیوں جیسا ایک نبی اور رسول اپنے دعویٰ میں صادق تھا؟ پھر صرف اتنے کام کے لئے مسیحؑ کو آسمان پر بلانے اور ہزارہا سال وہاں بیکار بٹھا رکھنے پھر دوبارہ اسے دار دنیا میں لانے سے کیا فائدہ۔ جو کام بغیر اس کی موجودگی کے قرآن مجید اور نبی کریم صلعم کے ذریعہ بآسانی حاصل ہوتا رہا۔ اور آئندہ ہوتا رہے گا۔ اس کے لئے مسیحؑ کو لانا تحصیل حاصل اور فعل عبث نہیں تو کیا ہے؟

اور کیا کسی نبی پر ایمان لانے کے لئے اس نبی کا زندہ رہنا بھی ضروری ہے؟

رابعاً ۔ آپ کی متدلہ آیت میں دو لفظ ہیں۔ **ان من** جس کے معنے ہیں ہر ایک اہل کتاب اور اس کے بعد **الا** ہے جس میں عمومیت و شمولیت جمیع افراد اہل کتاب پائی جاتی ہے۔ اور اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ یوم نزول آیت محولہ سے لیکر تا قیامت جسقدر اہل کتاب ہیں یا ہوں گے۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو مسیحؑ پر مسیحؑ کی موت سے پہلے پہلے ایمان نہ لے آئے یعنی جمیع اہل کتاب ہر زمانہ کے مسیحؑ پر ایمان لانے ہیں گے۔ اگر ایک بھی ان میں سے ایمان نہ لائے۔ تو آیت کی عمومیت باطل ہو جاتی ہے۔ اور الفاظ **ان من** اور اس کے بعد **الا** نے کسی ایک فرد اہل کتاب کو بھی خارج کر کے مسیحؑ پر ایمان لانے سے مستثنےٰ نہیں کیا۔ اس صورت میں بتائیے تو سہی۔ کہ آج تک جسقدر اہل کتاب گذرے ہیں یا موجود ہیں۔ وہ سب کے سب کسی زمانہ میں بھی مسیحؑ پر ایمان لائے۔ حالانکہ مسیحؑ تو بقول آپ کے زندہ ہے اور لاکھوں کروڑوں یہودی بے ایمان ہی مر گئے اور مرتے جاتے ہیں۔ اس مشاہدہ کے ہوتے ہوئے کیونکر آپکا دل باور کر لیتا ہے۔ کہ آیت کے معنے یہی ہیں۔ کہ سب اہل کتاب مسیحؑ پر ایمان لے آئیں گے۔ آیت کی عمومیت نے تو اہل کتاب کا ایمان لانا کسی خاص زمانہ سے وابستہ نہیں کیا۔ اگر نون ثقیلہ سے استقبال کا آپ سہارا لیں تو یہ تنکے کے سہارے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ یوم نزول آیت سے لیکر تا ایندم اور آئندہ تا قیامت سب استقبال ہی استقبال ہے۔ لہٰذا اس تقیید کو اس سے زیادہ خفیف نہ کرائیے۔ اور بدلائل قاطعہ بتائیے کہ آنحضرتؐ کے وقت سے لیکر نزول مسیحؑ تک کے درمیانی زمانہ کے اہل کتاب کس قاعدہ سے **ان من اھل الکتاب** کی عمومیت سے خارج ہو گئے۔ اور کس حکم سے صرف بعد نزول مسیحؑ کے زمانہ کے اہل کتاب ہی سے مراد لئے گئے۔ اور اس زمانہ کے بھی بہت سے یہودی جو حسب روایات قوم ستر ہزار دجال کے ساتھ مارے جائیں گے۔ خارج ہے غرضیکہ اس آیت کی عمومیت کو باطل کر کے کسی خاص زمانہ سے مخصوص کریں اور پھر اس خاص زمانہ میں بھی خاص اہل کتاب کی جو بذریعہ قتل بقول آپکے مسیحی تلوار سے خلاف تعلیم الاسلام مارے جائیں گے۔ حد بندی کر دیں۔ اور یہ سب کچھ دل ہو۔ تو بعد ازاں اس آیت سے اپنے کسی مدعا کی حمایت کرنے کا آپ کو حق ہوگا۔ ورنہ ؎

ایں علم تیرہ را بہ پشیز ے نمے خرم

خامساً ۔ اگر سب کے سب اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ تو قرآن مجید کی ان آیات کا کیا جواب ہے۔ جنمیں بطور پیشگوئی لکھا ہے۔ کہ **واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ** ۔ یعنی قیامت تک بغض و عداوت اہل کتاب کے درمیان باقی رہیگی۔ دوم مسیح کو وعدہ دیا۔ کہ **جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ** یعنے قیامت تک تیرے تابعین کو تیرے منکرین پر غالب رکھوں گا۔ اب فرمائیے۔ کہ جس حال میں سب کے سب اہل کتاب مسیحؑ پر ایمان لے آئیں گے۔ تو پھر وہ مغلوب گروہ جسے تابعین نے قیامت تک غالب رہنا ہے۔ کہاں جائیگا۔ اور اہل کتاب کا وہ گروہ جن کے درمیان قیامت تک بغض و عداوت رہنا ہے کس جگہ پایا جائیگا جب مسیحؑ پر ایمان لاکر بغض و عداوت و شحناء کو دور کر دیں گے۔ اور مومن بن کر وہ منکرین پر فوقیت و غلبہ قیامت تک رہنا ہے۔ مٹ جائیں گے۔ تب قرآن شریف کی ان آیات کا کیا غلط ہونا معاذ اللہ ثابت ہو جائیگا۔ جنمیں ہر دو گروہ کا قیامت تک باقی رکھنا درج ہے ۔

سنو مولوی صاحب!! آپنے جو معنے اس آیت کے کئے ہیں۔ وہ بالکل غلط اور عقل و نقل کے صریح خلاف ہیں جنپر بہت سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں صحیح معنے اس آیت کے یہ ہیں۔ جنپر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔ کہ سب اہل کتاب اپنی موت سے پہلے قتل بالصلیب پر ایمان لاتے رہیں گے اور ان کے خلاف حضرت عیسیٰؑ قیامت کو خدا کے حضور گواہی دینگے" دیکھو یہ ہیں صحیح معنے جو مشاہدہ کے مطابق ہیں۔ کہ عیسائی اپنے کفارہ کے لئے یہ مانتے ہیں۔ کہ مسیح صلیب پر مارا گیا۔ اور یہودی اپنی غرض کے لئے یہ مانتے رہیں گے کہ ہم نے مسیحؑ کو صلیب پر قتل کیا جس سے وہ جھوٹا نبی ثابت ہو گیا۔ **بہ** کی ضمیر واقعہ صلیب کیطرف اور **موتہ** کی اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے۔ اور اس کی دوسری قرأۃ شہادۃ قبل موتہم موید ہے۔ کہ ضمیر موتہ کا مرجع اہل کتاب ہیں۔ کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ عیسائی و یہودی یہ ایمان نہیں رکھتے۔ کہ مسیحؑ صلیب پر مارا گیا۔ پس اس صحیح معانی کے ہوتے ہوئے خلاف واقعہ دور از عقل معنی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ فافھم وتدبر ولا تکن من الجاھلین ۔

دوسری دلیل ۔ حیات مسیحؑ پر وانہ لعلم للساعۃ آپنے فرمائی۔ اور اس کے معنے یہ کئے کہ مسیحؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیامت کی نشانی ہے۔ اور اس کی تائید میں ایک حدیث علامات قیامت کی بیان کی۔ جس میں قیامت کی دس نشانیوں کا ذکر ہے جن میں سے ایک مسیحؑ کا نزول نشان قیامت فرمایا گیا ہے اور اسطرح بزعم خود ثابت کیا۔ کہ مسیحؑ زندہ ہے۔ اور قرب قیامت میں نازل ہوگا ؛

(۱) یہ دلیل پہلی سے بھی زیادہ مضحکہ خیز اور آپ کی اعلیٰ قابلیت پر دال ہے۔ کاش آپ کو قرآن مجید سے مس ہوتا۔ تو ایسا کہتے ہوئے شرماتے۔ بھلا دنیا کی کس لغت میں علم کے معنے نشان کہے ہیں ؟ اور اگر فرض بھی کرلیں۔ کہ مسیحؑ قیامت کی نشانی ہے۔ تو اس سے مسیحؑ کا آسمان پر بجسم خاکی ہونا کیونکر ثابت ہوگیا۔ کیا جو قیامت کی نشانی ہوتی ہے۔ اُس کا زندہ آسمان پر رہنا بھی ضروری ہے ؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود نشان قیامت نہ تھا۔ اگر تھا۔ تو آپؐ کو کیوں آسمان پر زندہ نہیں مانتے۔ یا دوبارہ تشریف لانے والے قرار نہیں دیتے ؟ افسوس ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را نداند ایں فضیلت را

(۲) مولوی صاحب! یہ آیت سورہ زخرف کے رکوع ۶ میں اسطرح ہے۔ وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون۔ یعنی وہ علم ہے اُس ساعت کا۔ پس اس ساعت سے مت انکار کرو۔ اور میرا کہا مانو۔ ذرا عقل سے کام لیکر سوچو۔ کہ یہاں للساعۃ سے مراد اگر قیامت ہے۔ تو کیا منکرین قیامت کو یہ دلیل دیجاتی ہے۔ کہ تم قیامت کا انکار کرتے ہو۔ یہ صحیح نہیں۔ دیکھو مسیح جو قرب قیامت میں نازل ہوگا۔ اسکا وہ نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔ اور قیامت کے ہونے کی دلیل ہے۔ پس تم اس قیامت سے انکار مت کرو اور میرا کہنا مانکر اس دلیل سے قیامت پر ایمان لے آؤ۔ سبحان اللہ کیا زبردست دلیل ثبوت قیامت کی ہے۔ جو کسی طرح بھی حجت نہیں ہوسکتی۔ بھلا کون عقلمند ایسی دلیل کسی دعوے کی پیش کرتا ہے۔ جبکہ ابھی واقع تو ہوئی نہیں۔ گر مان لی جائے۔ یعنے ایک شخص قیامت کا منکر ہے۔ اس کو قیامت کے حق ہونیکا ثبوت دینا ہے۔ پس سے وہ قیامت کو مان لے۔ اور ثبوت میں وہ امر پیش کیا جاتا ہے۔ جو خود محتاج ثبوت زاد دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ گویا ایک دعوے کے ثبوت میں دوسرا دعوے پیش کرکے مدعا منوایا جاتا ہے۔ مولوی صاحب! جسوقت یہ نشان قیامت بطور دلیل قیامت پیش کیا گیا تھا یا آج آپ پیش کرتے ہیں۔ کیا اُسوقت یا آجتک یہ نشان وقوع میں آگیا ہے۔ جس سے مان لیا جائے۔ کہ قیامت برحق ہے۔ خدارا عقل سے کام کرو۔ کہ قیامت تو سوائی ہے۔ اسوقت اور اس کی دلیل وہ دیجاتی ہے۔ جو آج سے ہزاروں سال بعد آپ کے خیال میں واقع ہوگی۔ یا مسیحؑ آسمان سے دوبارہ نازل ہوکر قیامت کا نشان ہونگے۔ اور ایسی دلیل پر جو وقت بیان سے ہزارہا سال بعد پیدا ہوگی۔ یہ فرمایا جاتا ہے۔ کہ قیامت کا انکار نہ کرو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ؎

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی ؎ ببری رونق مسلمانی

اسی سورۃ میں آگے اس علم الساعۃ کے متعلق یہ بھی ملاحظہ کرلیں۔ کہ وعندہ علم الساعۃ۔ یعنی خدا ہی کے پاس ہے علم قیامت کا۔ آپ پہلے علم یعنی نشان دکھائیں۔ پھر اسکو قیامت کی نشانی ٹھہرا کر وجود قیامت کی دلیل بنائیں۔ اور پھر وقت نزول آیت سے تا ایندم ہی اس دلیل کا موجود ہونا سمجھائیں۔ پھر فلا تمترن بہا سے اس کو ملائیں۔ تو آپ کو حقیقت معلوم ہوجائے گی۔ والا نہیں ؛

(۳) انہ کا مرجع مسیح کو ٹھہرانا بالکل غلط ہے۔ اس سورۃ میں انہ کی ضمیر دو جگہ انہ لعلم للساعۃ۔ سے پہلے بھی آئی ہے۔ جہاں ہر دو جگہ انہ کا مرجع قرآن مجید ہے۔ اس جگہ بھی انہ کا مرجع قرآن مجید ہے۔ نہ کہ مسیحؑ۔ اور ایسا ہی اکثر تفاسیر میں منقول ہے۔ پس منے صاف ہیں۔ کہ یہ قرآن مجید قیامت کے بارے میں پورا پورا علم عطا کرتا ہے۔ اس سے قیامت کے برحق ہوجانے کا صحیح بادلائل علم حاصل ہوتا ہے۔ پس اے منکرین قیامت تم اس علم کے پانے کے بعد قیامت کا انکار مت کرو۔ اور مان جاؤ یہ ہے صحیح امر نہ کہ آپ کا لغو استدلال کہ مسیح قرب قیامت کا نشان ہوگا۔ پھر تم قیامت کا انکار کرتے ہو۔ مان کیوں نہیں لیتے۔ گو ابھی ہماری نشانی ظاہر نہیں ہوئی۔ گر قیامت کے قرب وہ ظاہر ہوگی۔ مگر تم آج ہی اس کو مان لو ؛

تیسری دلیل :- آپ نے مسیحؑ کے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے کی بل رفعہ اللہ الیہ۔ سے دی۔ اور فرمایا۔ کہ رفعہ کی ضمیر کا مرجع روح اور جسم دونوں ہیں۔ یعنی مسیحؑ کو یہود صلیب سے قتل کرنا چاہتے تھے۔ خدا نے فرمایا۔ کہ مسیحؑ کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کو (یعنی مسیحؑ کو) خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔ اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ وہ جس کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ وہ جسم و روح کا مجموعہ ہے۔ نہ جسم کا نہ صرف روح کا۔ پس ثابت ہوا کہ خدا نے صرف روح کو نہیں اٹھایا۔ بلکہ روح وجسم دونوں کو اٹھالیا۔ یہ مایۂ ناز علمی استدلال ہے آپ کا۔ اسپر ہمارا جواب سنو ؛

یہ دلیل اسقدر کمزور اور بودی اور جہالت پر مبنی ہے کہ اس سے بڑھ کر جہالت شاید ہی کچھ ہو۔ آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو یہودی قتل کرنا چاہتے تھے۔ وہ جسم و روح کا مجموعہ تھا۔ نہ صرف روح اس لئے ما قتلوہ وما صلبوہ میں جو مرجع ہے۔ وہی رفعہ میں ہے۔ اور وہ مسیحؑ ہے۔ سو اسی کو خدا نے اٹھالیا۔ یہ استدلال آپ کا اسوقت درست ہوسکتا تھا جبکہ آپ یہ ثابت کردیتے۔ کہ یہودی روح وجسم دونوں قتل کرنا چاہتے تھے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ قتل وصلب روح پر تو واقع ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ تو صرف جسم پر واقع ہوتا ہے سو آپ کے استدلال کے رو سے تو صرف جسم ہی جسم کو اٹھانا چاہیئے تھا۔ نہ روح وجسم ہر دو کو۔ مولوی صاحب آپ نے یہ آیت لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً۔ الایۃ دیکھی ہوگی۔ اس میں قتلوا کا مرجع روح وجسم دونوں ہیں۔ یا صرف روح یا صرف جسم۔ ذرا سوچکر جواب دیں۔ اور ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض میں رفع جسم مراد ہے یا رفع درجات ؟ اور جو دعا بین السجدتین آپ پڑھتے ہیں۔ اس میں جو واجرفعنی کی دعا ہے۔ اس سے مراد آپ کی رفع جسم و روح ہوتی ہے یا کیا ؟ اور بل رفعہ اللہ الیہ میں کونسا لفظ ہے۔ جس سے آسمان پر اٹھایا جانا آپ ثابت کرتے ہیں۔ جوابات مشتہر فرمائیں دنیا خود سمجھ لے گی ؛

المشتہر :- مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان مقیم دہلی

۳۱- مارچ ۱۶ء

پیغامی فتنہ

جیسا کہ ہم اُوپر ذکر کر آئے ہیں۔ کہ پیغام پارٹی کا سنگ خار۔ خاندان نبوت و الہیت مسیح موعود علیہ السلام کا دشمن حکیم مرہم عیسیٰ دہلی اگرچہ بہت سے اشتہار احمدیت کے خلاف شائع کرکے اپنے مقصد میں ناکام واپس چلا گیا تھا۔ جلسوں سے فارغ ہوکر ہم نے مناسب سمجھا۔ کہ پیغام پارٹی کی حقیقت پر پبلک کو آگاہی کردیجاوے۔ لہذا ان کی تواضع ذیل کے اشتہار کے ذریعہ دہلی میں کردی۔ تاکہ وہ بھی شاکی نہ ہوں۔ کہ ہمیں یاد نہیں کیا ؛

"خواجہ کمال الدین اور انکے رفقاء اپنی اصلی لباس میں"

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے حضرت اولوالعزم مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۂ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاد سے جو تبلیغی لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے وہ کامیابی اور امن کے ساتھ ختم ہوگیا۔ ان لیکچروں کے ایام میں خواجہ کمال الدین اور انکے رفقاء نے اپنے ایجنٹ بھیجکر لوگوں کو احمدی جماعت کے اس حصہ کیطرف سے جو دامن خلافت سے وابستہ ہے۔ بدظن کرنے کے لئے بوری کوشش کی اور مختلف قسم کے اشتہار ہمارے خلاف شائع کئے۔ ہمکو اس بات کا نہ افسوس ہے اور نہ تعجب ایام سلسلہ تقاریر میں ہم نے قطعاً مناسب نہیں سمجھا۔ کہ اس قسم کی تحریروں کی طرف توجہ کریں۔ اب جبکہ ہم اس کام سے فارغ ہوچکے ہیں۔ اہل دہلی اور مذہبی امور سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے سامنے خواجہ صاحب اور اُن کے رفقاء کو اصلی لباس میں ظاہر کردینا ضروری سمجھتے ہیں۔

خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کی جماعت سے لوگوں کو بدظن کرنے کے لئے جس قسم کے الزامات لگاتے ہیں۔ ان کے متعلق فیصلہ آسان ہے۔ وہ لوگ کم از کم عام مسلمانوں پر ایک احسان کریں گے۔ جو خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء کی اصل مذہبی پوزیشن کو ایک عام جلسہ میں ان کے ہی منہ سے واضح کرا دیں گے۔ ہمیں تو اس امر کے اظہار میں نہ کبھی روک یا جھجک ہوئی اور نہ ہم اب چھپانے ہیں۔ کہ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو وہی مسیح اور مہدی یقین کرتے ہیں۔ جنکا وعدہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ جو مدارج اور مناقب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپکے بیان کئے تھے۔ جن میں سے ایک نبی اللہ ہونا بھی ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ یہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان نبوت کا عطیہ ہے۔ آپ ہی کے کامل اتباع سے حضرت مسیح موعود کو ملی ہے۔ ہاں ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی ایک ہی شخص کے دو نام اس کے کام کی حیثیت سے ہیں۔ اور اس کی تبلیغ اور اصلاحی کام کو سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ وہ خون ریزیوں کے لئے آیا ہے۔ بلکہ دنیا میں امن اور سلامتی پھیلانے کے لئے آیا ہے۔ جو اخلاقی اور روحانی اصلاح سے پیدا ہوتی ہے ؛

ہمارے اس اعتقاد پر جو چاہو۔ کہو ہم اس کی پروا نہیں کرتے۔ ہم خونی مہدی اور خونی مسیح کے قطعاً منکر ہیں۔ اور اس اعتقاد کو نہایت لغو اور بیہودہ سمجھتے ہیں۔ کہ صداقت اسلام کے لئے تلوار کی بھی ضرورت ہے۔ بس صفائی سے اپنے عقیدہ کے اظہار کے بعد ہم اپنے پرانے دوستوں کے متعلق دنیا کو اطلاع دینا چاہتے ہیں۔ کہ خواجہ کمال الدین اور ان کے رفقاء جو آج غیر احمدی مسلمانوں سے ہمدردی حاصل کرنے کے لئے یا ان سے تبلیغ اسلام کے نام سے روپیہ لینے کے لئے اپنے آپکو نئے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں یہی اعتقاد رکھتے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ یقین کرتے تھے۔ ان کی تحریریں اس کی موید اور مصادق ہیں۔ آج وہ اس کی کچھ بھی تاویل کریں۔ مگر قابل غور سوال یہ ہے۔ جو عام طور پر مسلمانوں کو غلط فہمی سے نکالنے کے لئے اسلامی لیڈروں غیر احمدی علماء اور نو تعلیمیافتہ طبقہ کو حل کرنا چاہیئے۔ اور وہ خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء سے حلفیہ بیان لیکر حل ہو سکتا ہے۔ ایک عام جلسہ میں ان سے دریافت کیا جائے کہ کیا (۱) آپ حضرت مرزا صاحب قادیانی کو وہی مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان جسکا ذکر حدیثوں میں آیا ہے۔ اور حدیث میں جس کو نبی اللہ کہا گیا ہے مانتے ہیں یا نہیں (۲) مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو آپ گنہگار اور فاسق بلکہ یہودی کہتے ہیں یا نہیں۔ ہاں یا نہیں اسکا اقرار یا انکار عام مجمع میں کریں۔ (۳) آپ اُن لوگوں کے پیچھے جو مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں پڑھتے۔ تو کیوں۔ اور اگر پڑھتے ہیں۔ تو اسی وقت چلیں اور جامع مسجد میں چلکر ہمارے امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ سمجھا جائیگا۔ کہ یقیناً آپ بھی ہمیں کافر سمجھتے ہیں۔ اور کیا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ کی خلافت سے علیحدہ ہونے سے پہلے وہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ اور نبی آخر الزمان شائع کرتے رہے ہیں یا نہیں ؟

جیسا کہ اپنے اخبار پیغام صلح جلد نمبر ۵ مورخہ ۷ ستمبر ۱۳ء میں انھوں نے جو اپنا حلفیہ بیان شائع کیا تھا۔ کہ "ہم خدا کو شاہد کرکے اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپکی متابعت میں دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں۔ اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ چھوڑ نہیں سکتے"

پھر اسی اخبار کے جلد نمبر ۴۲ مورخہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۳ء میں اعلان کرتے ہیں کہ "ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں" ؛

معزز ناظرین! ہم نے خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء کے اُن عقائد کو آپکے سامنے رکھدیا ہے۔ ہر شخص کو اپنے عقیدہ کے تبدیل کرنے کا اختیار ہے۔ لیکن کم از کم پبلک کو اس سے واقف ہو جانا چاہیئے۔ اس لئے خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء جبکہ اپنی ذاتی اغراض کے لئے مسلمانوں کو ہماری جماعت سے بدظن کرتے ہیں۔ تو کم از کم ان کا اور غیر احمدی پبلک کا یہ اخلاقی فرض ہے۔ کہ خواجہ صاحب اور اُن کے رفقاء کی پوزیشن کو صاف کرلیں۔ اس لئے ہم حق پسند اور قوم کو مغالطہ اور تاریکی میں نہ رہنے دینے والے قلوب سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ مجمع عام میں خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء سے حلفاً دریافت کریں۔ کہ کیا اب بھی وہ حضرت مرزا صاحب کو جن کے متعلق انھوں نے اپنا عقیدہ شائع کیا تھا۔ نبی۔ رسول۔ نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود نے جو کچھ اپنا درجہ بیان کیا ہے جس سے عام مسلمان واقف ہیں۔ اس کے نہ ماننے والے سلوب ایمان ہیں یا نہیں ؟

یہ سوالات خواجہ صاحب کی اصل حقیقت کا انکشاف کر دیں گے۔ ہم اس اعلان کی قطعاً ضرورت نہ سمجھتے۔ اگر عام مسلمانوں کے غلطی کھانے کا احتمال نہ ہوتا۔ ہم نے امر حق کا اظہار کیا ہے۔ اور صحیح مطالبہ مسلمانوں کے سامنے رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم اور بھی ظاہر کریں گے۔ وباللہ التوفیق ؛

المشتہر۔ مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ

بیک وقت فرحت بخش و مقوی دماغ و قلب و باصرہ (نقاس شب نابینا) مرہم احمدی

سُرمہ نُورِ شباب

اس سرمہ کے تمام اجزاء طبی خواص کے رُو سے آنکھ کی ہر ایک بیماری کے واسطے مفرد یا کسیر کا حکم رکھتی ہیں جب انکو مرکب کیا گیا۔ تو جیسے بجلی اپنا کام کرتی ہے ایسے ہی یہ سُرمہ اپنی برقی طاقت سے ضعف بصر کے لئے مسیحائی اثر رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال لگرے۔ خارش چشم۔ آنکھ سے لیدار رطوبت کا نکلنا۔ ان امراض کے لئے بفضلہ نہایت موثر ثابت ہوا ہے۔ قیمت ۳ ماشہ عمدہ چھ ماشہ عمدہ۔ فی تولہ ۱۰

المشتہر نظام جان عبدالرحمن کاغانی قادیان (گورداسپور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست کتب فاروق ایجنسی قادیان

ہر ایک کتاب بجائے خود ایک مفید اور علمی خزانہ ہے۔ یہ کتابیں ناول یا فسانہ نہیں اصلی قیمت پر برابر فروخت ہوتی ہیں اب تھوڑی تعداد رہ گئی ہے شائقین جلد مستفید ہوں ۴ چار آنہ سے کم کی فرمائش نہ ہونی چاہیئے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار رہے گا۔ جو کتاب ختم ہو جائے اسکی روانگی میں مجبوری تصور ہوگی ؛

نام کتاب	قیمت
قرآن شریف جلی قلم خوشخط نہایت نفیس ترجمہ تحت اللفظ شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خذ سفید	۷ے
رسالہ احمدی جلد اول ۱۱ء مکمل	عہ
رسالہ احمدی جلد دوم ۱۲ء مکمل	عہ
رسالہ احمدی جلد سوم ۱۳ء مکمل	عہ
النبوۃ فی خیر الامۃ بالکل اچھوتی کتاب جسمیں آیہ کریمہ خاتم النبیین کی کامل بحث اور آیہ عظیمہ الملت لکم دینکم کی سیر کن تفسیر جس سے مخالفوں کے قلم ٹوٹ گئے اور کچلیاں زہر ملی توڑ دی گئیں اور الخناس یوسوس فی صدور الناس کا سر ایسا کچلا گیا کہ قیامت تک سر نہیں اٹھ سکے گا۔	۰۴ر
علماء خلف - مصنفہ ایڈیٹر الحق۔ موجودہ زمانہ کے علماء سوء کا اصلی فوٹو مع تمام انجمنوں و مدارس کے ابتر حالات کے جو انکی ہی تحریروں سے کھینچا گیا ہے اور امرتسری مکذب کے دس مسلمہ جھوٹ جنکا جواب نہ ہوا نہ ہو سکے۔	۸ر
ثنائی مزہ درائی۔ مصنفہ ایڈیٹر فاروق امرتسری مکذب کی الف سے یکری تک ریویو اور ان گالیوں کی فہرست جو مکذب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے خدام و اہل اور عام احمدیوں کو بھٹیاریوں بازاری عورتوں کی طرح دی ہیں جنکی تعداد ۲۰۰ مع حوالہ جات اور رسالجات ثنائی صفحہ سطر تاریخوار۔	۰۴ر

نام کتاب	قیمت
ثنائی فرار و مباہلہ سے انکار۔ ثناء اللہ امرتسری مکذب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مباہلہ کرنیسے انکار و فرار کرنے کا باقرار ثنائی لاجواب ثبوت جسکا نام بھی ثناء اللہ نے زبان سے نہیں لیا۔ جواب تو درکنار۔	۰۳ر
چودھویں صدی کا یہودی۔ امرتسری مکذب کا حضرت اقدس کے مقابلہ میں مثیل آریہ عیسائی یہودی ہونے کا تحریری اقرار اور حضرت ممدوح کی صداقت کا مسلمہ خصم ثبوت انعامی یکصد روپیہ۔	۰۲ر
فیصلہ الٰہی و ثنائی روسیاہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری فیصلہ والے اشتہار کا بیان مولوی ثناء اللہ امرتسری کے جملہ مکائد کی پوری پردہ دری کر کے خاتم الخلفا جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حق میں فیصلہ الٰہی کا مسلمہ خصم سکت و مکمل جواب۔	۰۳ر
فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی۔ جسمیں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات اور مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری کی حیات پر آفات کو اسی مکذب کے مسلمات پر حضرت اقدس کے لیئے صداقت کی دلیل ثابت کیا گیا ہے۔	۰۳ر
مباحثہ مونگیر۔ بہار کے مشہور علماء کے ساتھ احمدی علماء کا مشہور و زبردست مباحثہ ہر حصہ	عہ
مباحثہ رامپور۔ مصنفہ احسن المناظرین حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔	۰۲ر

نام کتاب	قیمت
اعلام الناس حصہ دوم۔ مصنفہ امروہی صاحب بجواب مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی	۴ر
سواء السبیل۔ حصہ دوم۔ سید صاحب	۰۱ر
امروہی کے پچاس سوال بٹالوی سے	
صیانۃ الناس۔ حصہ اول الحسن المناظرین امروہی کا بٹالوی کے نام لاجواب خط۔	۲ر
صادق کلمات۔ بجواب ثنائی ہفوات ثناء اللہ امرتسری کے ہفوات مرزا کی	
لاجواب دندان شکن تردید۔ مصنفہ مولوی سید محمد صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ۔	۰۴ر
ثنائی چگر۔ مضمون نام سے ظاہر ہے	۱ر
ہدیہ قاسم بمنظوم۔ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی مدح و ثناء۔	۱ر
ضرورت الامام۔ از مسیح موعود علیہ السلام	۲ر
سرمہ چشم آریہ۔ از مسیح موعود علیہ السلام انعامی پانسو روپیہ۔	۱۲ر
شدھی کی اشدھی۔ آریوں کی زبردست اور قابل فخر شدھیوں کی حقیقت اور اصلیت ظاہر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی شدھی دیانندی مت کو سچا سمجھ کر نہیں ہوئی۔ آریوں کی کتابوں ہی سے آریوں پر ایسا اتمام حجت کیا ہے کہ آجتک اسکا جواب نہیں ہوا انعامی پانصد روپیہ	۶ر
تنبیہ زبان دراز بجواب افشائے راز غلام حیدر مرتد کے ضمیمہ نعرۂ حیدری کا ترکی بہ ترکی جواب۔	۰۱ر

نام کتاب	قیمت
پیدائش عالم۔ اس رسالہ میں مانند بانی آریہ سماج کے ان تمام دلائل کو معقول و منقول سے توڑ دیا ہے۔ جن کے ذریعہ دنیا کو وہ ازلی ابدی مانتے ہیں اور آفتاب سے بھی زیادہ روشن دلیلوں سے جو آریوں کی مسلمہ ہیں دنیا کا حدوث اور ہر ایک سلسلہ عالم کی پیدائش ثابت کر دی ہے۔	۳ر
رسالہ گوشت خوری آریوں کے اعتراضات گوشت خوری کا رد اور گوشت خوری کا طبعی عقلی نقلی و علمی ثبوت	۲ر
تیغ صابریہ بر عقائد آریہ۔ آریوں کے عقائد کی تردید۔	۱۲ر
آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں۔	۰۲ر
دیو سماج کا عبد الغفور آریہ سماج کا دھرم پال۔	۳ر
وید کے ظہور میں فتور	۰۱ر
دھرم پال کا کچا چٹھا۔	۱ر
وید کی تعداد تین ہے چار نہیں۔	۱ر
ضرورت زمانہ آریوں کے یکصد ان بڑے اعتراضوں کا معقول و منقول جواب کہ جو اہل اسلام پر پیش کرتے رہتے ہیں ہر ایک مسلمان اسکو خرید کرے	۸ر
تصدیق کلام ربانی بجواب مسلمانی کے بانی کی کہانی۔ لاجواب کتاب۔	۸ر
ازالۃ الشکوک بیس اعتراضوں کا جواب بدر کامل۔ بیس سوالوں کا جواب	۰۱ر
کلام الامام منظوم	۴ر
	۱ر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی ایم قاسم علی نے پبلشر نے چھپوا کر ۲۰- اپریل ۱۹۱۶ء کو شائع کیا۔